

سوانح

حضرت مسلم ابن عوفیہ علیہ السلام



مصنف

زبدۃ العلمہ سید آغا ہدی لکھنوی

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۶
۹۲۱۱۰
یا صاحب الزماں اور کئی

DVD
Version

لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.

www.sabelesakina.page.tl

sabelesakina@gmail.com

سوانح

حضرت مُسْلِمُ بْنُ عُمَرَ عَلِيهِ السَّلَامُ

محمد باقر طیف آبادی انتہاء نمبر ۸۱-۸۲

مصنف

زبدۃ العلماء سید آغامہدی لکھنوی


رحمت اللہ علیک ایجنسی
 بالمقابل بڑا امام بارگاہ، گھارو اور کراچی ۷۴۰۰۰

2431577 فون

ہدیہ : روپے

۲ فہرست

| صفحہ | عنوان | صفحہ | عنوان |
|------|------------------------------------|------|-------------------------------|
| ۳۲ | فائدہ جلیلہ | ۳ | دیباچہ |
| ۳۲ | آخری دیدار | ۵ | حضرت مسلم بن عوسجہؓ |
| ۳۳ | دوست دشمن پر شہادت کا اثر | ۵ | پیدائش |
| ۳۵ | ملک الشعراء کا منظوم تبصرہ | ۵ | نام اور کنیت |
| ۳۶ | یتیم مسلمؓ کی جنگ | ۷ | والدین |
| ۳۱ | بیوہ عورت کا جزیہ و محبت | ۷ | سلسلہ نسب |
| ۳۲ | غیم مسلمؓ میں عربی شاعر | ۷ | مصاحبت رسولؐ |
| ۳۲ | نصرت امامؓ کا بہترین پھل | ۷ | اوصاف و خصوصیات |
| ۳۳ | مرنے کے بعد پیامبرؐ کی مسلمؓ | ۸ | تلاوت قرآن |
| ۳۳ | مسلمؓ کی عمر شریف | ۱۰ | زہد و ورع |
| ۳۳ | امام عصرؓ کو مسلمؓ کی یاد | ۱۱ | شرف اخوت |
| ۳۵ | مسلمؓ اور علی اکبرؓ کی مشترکہ مصفت | ۱۳ | واقعہ کربلا سے پہلے کی زندگی |
| ۳۵ | کیا مسلمؓ سپاہ قتیل کے پہلے | ۱۳ | شیعاعت آذربائیجان کی جنگ میں |
| ۳۶ | شہید ہیں | ۱۶ | دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھا |
| ۳۶ | تعلیمات مسلمؓ | ۱۶ | سنہ ہجری |
| ۳۶ | وصیت میں مسلمؓ کا علی بالقرآن | ۱۷ | مسلم بن عقیلؓ کی حمایت |
| ۳۸ | شہداء و بدو اُحد کے | ۱۹ | الثناء ہجری |
| ۳۸ | دوش بدوش | ۲۲ | شب ناشور مسلمؓ کی گفتگو |
| ۵۰ | باب المراثی | ۲۵ | بدگلائی شمرؓ مسلمؓ کا جلال |
| | | ۲۷ | پہلے حملے میں مسلمؓ کی بہادری |
| | | ۲۹ | مسلمؓ کو کب اذن جہاد ملا |
| | | ۳۹ | بوڑھے مجاہد کو اذن جہاد |
| | | ۳۰ | رجزہ مسلم بن عوسجہؓ |
| | | ۳۱ | مسلم بن عوسجہؓ کی جنگ |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ

ہزار ہا سال سے روزِ دو سلام پیغمبرِ خداؐ اور ان کی آلِ اطہارؑ اور شہیدانِ راہِ خداؑ

چہ گویم از مرد و سامان من احوال چوں کاکی

سینچتم پریشان روزگارم خانہ برد و شتم

دنیا علم دوست اصحاب سے خالی ہوتی جا رہی ہے، جو ہیں بھی وہ
پراگندہ خاطر آشفستہ مزاج ہیں اور روز بروز مذہب سے دور ہوتے
جا رہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس پر آشوب زمانے میں جس مرکز پر میں کام
کر رہا ہوں، تین تہا ہوں اور اس کو چے کہ اب چھوڑنا نہیں چاہتا۔
مجھ پر اس سلسلے میں دس کتا میں پیش کرنے کے بعد کہ بلا کے لادھ
نجاہ حضرت مسلم بن عوسجہؓ کے سبق آموز حالات پر ظلم اٹھاتا
ہوں۔ مسلم رسولؐ کے خوش بخت صحابی بھی ہیں اور ان کو کہ بلا میں
شہادت کا شرف بھی حاصل ہے۔ آغاز و انجام دونوں مستحق تبریک
ہیں۔

خدائے چاہا تو اس سوانحِ حیات میں بھی شہید و فانی قربانی اور
جملہ حالات پر ذہن کر کے زندگی کے ہر تعلیمی پہلو پر توجہ مبذول کروں گا
اور بے خبر دنیا کو معلوم ہو گا کہ مقتدر مہتیاں صرف اپنے کردار سے

اقوام عالم کے دلوں کو مستخر کر رہی ہیں۔ امید نہ تھی کہ چند در چند علمی
مشاغل میں یہ اہم حرمت انجام کو پہنچے گی مگر
بہر کارے کہ بہت بسترہ گرد
اگر خامے بود گلدرستہ گرد
تو قصہ ہے توفیق ایزدی شامل رہے گی اور انشاء اللہ العزیز
یہ سلسلہ بہت کچھ آگے بڑھے گا۔

والسلام
فیقر باب اہل بیت
آغا مہدی الرضوی
ہادی الحجۃ ۱۳۶۹ھ

محمد بن علی سلیمان
چراغہ الیاف آباد، پونہ بڑھادی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت مسلم بن عوسج

پیدائش ۳۰ صفر ۲۷ھ وقت سحر مکہ میں پیدا ہوئے۔ ماں باپ کو اس مولود کی جتنی بھی مسرت نہ ہو وہ کم ہے۔ کیسے خبر تھی کہ مستقبل میں یہ بچہ شہید ہو کر چارہ انگ میں شہرت کا حامل ہوگا اور آج جس کی نشوونما دیار محبوب میں ہو رہی ہے وہ انجام میں کر بلکے جنگل کو لیسے گا۔ شجاعت و وفائے نے بخت تابندہ کو یہ دن دکھایا کہ خادم و مخدوم کا برابر سے ساتھ مانا لیا جا رہا ہے۔

نام اور کنیت اسلامی اصول کی بنیاد پر ماں باپ کا فرق نہ تھا ہے کہ ساتویں دن بچہ کا مناسب نام اور کنیت قرار دیں۔ ان غوش اسلام میں یہ پیدا ہونے والا بچہ مسلم نام سے مشہور ہوا اور کنیت ابو حنظل قرار پائی۔ حنظل زبان عرب میں چکورو کو کہتے ہیں۔ اس قسم کی کنیت عرب میں کثرت سے ہوتی ہے۔ ابو ہریرہ۔ ابن طاؤس۔ ابن عصفور شہرت یافتہ افراد ہیں جو محتاج تعارف نہیں ہیں۔

والدین باپ کا نام عوسج تھا۔ "عوسج" عربی میں ایک کاٹے والے ریڑھ

لے آئینہ تصوف ہے رجال مامغانی سے مجمع السعویں

کو کہتے ہیں جس کے پھل عام طور سے گول ہوتے ہیں اور جس درخت میں اس قسم کے بڑے پھل ہوں اس کو غرقہ کہتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ شجرہ آفاق عصا جو فرعون کے ڈرانے کے لئے اڑدیا بنا ہوا تھا اسی درخت کی لکڑی کا تھا اور یہی پہلا درخت ہے جو زمین پر پیدا ہوا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو فخر کی مسجد جامع میں خطبہ پڑھ رہے تھے اور کچھ لوگوں نے باری باری سوالات کئے ان میں ایک شامی بھی تھا اس نے کہا خبرنی عن اول شجرة غرست فی الارض فقال العوسج و منها عصى موسى

آپ مجھے بتائیں کہ پہلا کون سا بیڑ زمین پر پیدا ہوا، فرمایا عوسج اور عسلے موسیٰ اسی سے تیار کیا گیا تھا۔ پیغمبر خدا کے معجزات میں آپ کا مضبوط سوکھ درخت کو شاداب کرنا متواتر واقعہ ہے اور تاریخ میں ان الفاظ میں ہے سر کرت معصومہ و در اشیاء عوسج کہ در حینت شجرہ لود در اشیاء یہ لفظ پیغمبر خدا کی زبان مبارک پر بھی جاری ہوا ہے۔ روایات کے بارے میں رسول محترم کی پیشین گوئی ہے اس میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا ہے کہ تم بروز حشر میرے حوض کوثر سے لوگوں کو ہٹاؤ گے جس طرح پیاسے اونٹ یا فانی سے ہٹائے جاتے ہیں۔ تمہارے ہاتھ میں درخت عوسج کا عصا ہوگا۔

غالباً درخت کے خادار ہونے سے یہ فائدہ اٹھایا گیا ہے کہ اسی درخت کا عصا یہ اللہ کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ حکم ایزدی مخالفت طبقے کو کوثر کے سر و خوشگوار بانی تک آنے نہ دے گا۔

لے مجمع البحرين ص ۵۱۰ عن اخبار رضا سے ارجح المطالب صفحہ ۵۰ و صفحہ ۸۲ بحوالہ مناقب الخطیب توارزم

سلسلہ نسب: مسلم بن عوسجہ بن سعد بن ثعلبہ بن دووان بن اسد بن خزیمہ اسدی سعدی۔ کئی پشتوں تک ناموں کا محفوظ رہنا خاندانی شرافت اور عزت کی دلیل ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ حسنینت کے پرولنے کسی معمولی گھرانے کے افراد نہ تھے بلکہ عرب کے اعلیٰ خاندانوں سے ان کا تعلق تھا۔

مہم صاحب رسولؐ: شیخ اہل علم میں فاضل معاصر محمد طاہر سہادی اور آقائے عبداللہ دہقان طبعات ابن سعد و آقائی کے حوالے سے ان کو رسولؐ کا صحابی تجویز کرتے ہیں اور سنیہ ہجری مکہ میں پیدا ہونے کا تقاضہ بھی تھا کہ پیغمبر اسلامؐ کی زیارت کا شرف حاصل ہو۔ مگر افسوس ہے کہ طبعات ابن سعد کی جلدوں میں، ان کی صحابیت کا کوئی ثبوت نظر قاصر سے نہیں گذرا۔ عزیر الدین ابی الحسن علی بن محمد بن عبدالکریم ابن اثیر جذری نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد چہارم میں ایک روایات عوسجہ بن مسلم کی نقل کی ہے جس کو موضوع سے کوئی تعلق نہیں لیکن مقاتل میں پیشتر اہل علم نے ان کو صحابی رسولؐ مانا ہے۔

اوصاف و خصوصیات:۔ حالات زندگی کا جائزہ لینے سے واضح ہوتا ہے کہ مسلم علم و عمل میں ممتاز تھے ان کے ذاتی اوصاف اور جسمانی کمالات میں پیغمبر خداؐ کی خدمت میں باریابی اور صحابیت، حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے اخوت، حافظ قرآن ہونا، میدان کربلا میں شجاعت و بہادری، شہادت، وہ صفتیں ہیں جو سوانح حیات میں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ حاجی شیخ عبداللہ دہقان المتوفی ۱۴۱۷ھ اپنے رجال کبیر میں لکھتے ہیں۔ شیخ صحابی محسن راہی النبی دکان رجلا شجاعا عالم ذکر فی المعازی و الفتوح اسلامیہ و نفس

علی ذلک ابن سعد فی علی طبقات عن العسقلانی انہ کان رجلاً من ریفیاء
سریا عابداً قادراً متشدداً شہیداً مع الحسین بطف کر بلا اتول جلالۃ
الرحل و عدالت و قوۃ ایمان و شدۃ تقواہ مما تکل الاقلام عن تحریرہا
و یعجز الالسن عن تقریرہا۔

(حاصل مضمون) مسلم رسولؐ کے صحابی اور ان لوگوں میں تھے
جنہوں نے جمالِ نبوتؐ دیکھا تھا۔ وہ بڑے بہادر مرد تھے لڑائیوں اور
اسلامی فتوحات میں ان کا نام لیا جاتا ہے۔ ابن سعد نے اپنے طبقات میں اس
بات کا اقرار کیا ہے اور عسقلانی کا بیان ہے کہ وہ مرد شریف ایک گروہ کے
مردار، عبادت گزار۔ حافظ قرآن اور دنیا سے کنادہ کش تھے۔ واقعہ کر بلا
میں امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ اس مرد کی جلالیت
قدر اور عدالت اور طاقت ایمان اور برہمیز گاری اس پیمانہ پر تھی کہ قلم
لکھنے سے قاصر اور زبان دہرانے سے عاجز ہے۔

تلاوت قرآن :- مسلم بن عوجہؓ حافظ قرآن تھے۔ اور علم قرآن میں ان
کی یہ خصوصیت تھی کہ قرآن ناطق حضرت علیؑ ابن ابی طالبؓ کو کئی مرتبہ
قرآن سنا چکے تھے۔ علامہ برغانی ان کے حال میں لکھتے ہیں۔ مسلم بن عوجہؓ
کہ از اکابر زہاد و علماء بود بروایت چند دفعہ قرآن را نزد حضرت امیر المؤمنینؑ
گزاریندہ بود و مخزن البکاء اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ تادیل و تمزیل
کے ماہر اور علم تجوید کی پیچیدگیوں سے باخبر تھے۔

تعلیم قرآن اور آداب تلاوت ایک مستقل محبت ہے جس پر

سنتیچہ المقال صفحہ ۲۱ جلد سوئم چاپ نجف اشرف ۱۳۵۲ھ

طولانی تبصرہ منظور نہیں ہے لیکن یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ قرآن مجید کا ہر
تلاوت کرنے والا ساجور و مثاب نہیں ہے بلکہ مستحقِ ثواب وہ ہے جو یہ
نیتِ اخلاص قرآن پڑھے۔ اس مقصد کی ادائیگی میں معصومین نے جو
نصیحت فرمائی ہے وہ یہ ہے۔

ابوہام بن سالم نے امام جعفر صادقؑ سے روایات کی ہے کہ تلاوت
قرآن کرنے والے تین (طبقے) ہیں کچھ قاری وہ ہیں جو اس لئے قرآن پڑھتے
ہیں کہ بادشاہوں سے تقرب حاصل ہوا اور (عوام) برا فخر کریں یہ گروہ
اہل جہنم میں سے ہے۔ اور ایک گروہ وہ ہے جس نے صوری حفاظت تو کی اور
معنی کو ضائع کر دیا، یہ بھی اہل دوزخ سے ہیں۔ اور ایک جماعت وہ ہے جو
تلاوت قرآن چھپا کر کرتی ہے اور محکمات برا اس کا عمل ہے اور تشابہات
برا ایمان لائی ہے اور واجبات پر کاربند ہے اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام
سمجھتی ہے۔ یہ وہ گروہ ہے جس کو خدا نے فتنہ فتنائے سے نکال لیا ہے اور
یہی وہ گروہ اہل بہشت سے ہے اور جس کو چاہے اس کی شفاعت کرے گا۔
مسلم بن عوسجہ ایسے ہی قاریوں میں سے تھے جن کے پر خلوص عمل سے اجر و
ثواب وابستہ ہے۔ ان کی علم بالقرآن میں یقیناً یہ بات امتیازی ہے کہ
معصومین نے منذر از عطا فرمائی اور فرزند عوسجہ نے ایک امام کو تلاوت پر
گواہ کیا۔

جو ہم سے پیش رو تھے یہ رویہ تو ان کا تھا اب رہی ہماری حالت؛ اول
تو ہم سے قرآن مجید پڑھا نہیں جاتا اور اگر کوئی خوش نصیب طالب علم قرآن
پڑھ بھی گیا تو حروف کو خارج سے ادا کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ فخر تجوید
ایک مستقل علم ہے جو حاصل کئے بغیر نہیں آتا۔ اس بے توجہی کی تمام ذمہ داری

سے جمال ابن بابویہ جلد اہل چاپ ایران

ماں باپ پر عائد ہوتی ہے جو اولاد کو دینی تعلیم سے بہرہ رکھتے ہیں اگر کسی طفل نے والدین کے حسن توجہ سے اس منزل کو طے کر لیا تو اس کا یہ بھی فریضہ ہے کہ تعلیم کے بعد کسی عالم کو قرآن سنادے۔

بعض اوقات پڑھے لکھے لوگ تلاوت میں غلطی کر جاتے ہیں اور اس لغزش کا راز ہے توجہی ہوتا ہے۔ اگر لفظ لفظ پر غور کریں تو ایسا نہ ہو چند مثالیں ذیل میں دی جاتی ہیں جو غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے اور پچاس فقہی تلاوت کرنے والے صحیح نہیں پڑھتے۔

(۱) وَتَقْتُلْ دَاوُدَ جَالُوتَ پ ۱۶۴ قرآن مجید میں جہاں جہاں دَاوُد کی لفظ ہے ہمزہ کے بجائے دَاوُد استعمال ہوا ہے اور زبان زد ہمزہ ہے لہذا ہر مقام پر ہمزہ پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

(۲) قُلْ اِذْ عَوَّلَ اللّٰهُ (۱) وَاَوْعَا الرُّمُلُ ط اَيَّا مَادَعُوْا۔ ۱۲۴

بعض لوگوں کو دھوکا ہوتا ہے کہ یہ آیات ماہیہ حالانکہ ایسا

نہیں ہے۔

س۔ بَسُّكَ الْاَسْمَاءُ الْقُسُوفَ كَبَدُ الْاَبْحَانِ خ۔ پ ۱۲۴

سین اول کو لام میں ملانا درست نہیں ہے بلکہ لام کو سین دوم

میں ملانا چاہیے۔

(۴) وَهُوَ كَلَّمَ عَلٰی مَوْلَاہُ پ ۱۲۴ اور داؤدی میں پڑھنے والے کاف

کو زبر کے بجائے بتیش پڑھتے ہیں، جو غلط ہے۔

نہ پد و ورع :- مسلم بن عوسجہ کوفہ کے زاہدوں میں نامور صحیح جاتے تھے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ ان کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں :- مسلم بن عوسجہ کہ از اکابر زاہد و علما و زرارگان اصحاب سید الشہداء بود، رجلاء یعقوبی

اس محقر لعریف کا ذریعہ اس وقت معلوم ہوتا ہے جب نہایت کم عمری میں
خاطر ہوں۔ زہد کے معنی لغت میں کسی شے کی طرف رغبت نہ ہونے سے
میلان نہ کرنے کے ہیں۔ اور اصطلاح میں لزاماً دُنیا کے دشمن رکھنے والوں
کو زہاد کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ زہاد اس کو کہتے ہیں جو آخرت کی
حصولیابی کے لئے راحت دُنیا کو خیر باد کہے۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ زہد کے دس
درجے ہیں جو زہد کا اعلیٰ درجہ ہے وہ ورع کا ادنیٰ درجہ ہوتا ہے اور
جو ورع کا اعلیٰ درجہ ہے وہ یقین کا سب سے پست درجہ ہے اور
یقین کا سب سے بڑا درجہ منزلِ رضا کا ادنیٰ درجہ ہے۔

شرفِ اخوت: فاضل برغانی حضرت مسلم بن عوسجہؓ کی قربانی کے
سلسلے میں حسب ذیل الفاظ میں ان کا تعارف کرتے ہیں

حضرت امیر المومنینؑ اور ابوہریرہؓ اور خندہ بودادؓ شجاعانِ مشہور
بود (مخزن البکا) پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یومِ موافات اپنے
عمل سے بتایا کہ ایک مسلمان صرف اسی کو بھائی قرار دے سکتا ہے جو
اس کے کردار اور مذہبی زندگی میں شریک ہو خندا بودادؓ مسلمان ہیں
اخوت۔ یہ معلوم ہے کہ مسلمان ایمان کے دوسوں درجہ پر فائز تھے اور
ابودرہمؓ میں یہ کمالات نہ تھے۔ مگر جس طرح ابودرہمؓ مسلمان نہیں وابستگی تھی
اسی مجاز کی جھلک امیر المومنین علیہ السلام کے عہد میں نظر آتی اور آپ
نے مسلم کو بھائی کہا یہ حسن التفاتِ فرزندِ عوسجہؓ کے لئے ایک افتخار
تھا جو کسی کو حاصل نہ ہوا اور اس سے علوِ اخلاق اور کسرِ نفسِ ابوترابؓ پر
بھی دلیل قائم ہوتی ہے کہ جس سے صرف رسولِ عربیؐ نے بھائی چارہ کیا اور
مسلمانوں میں کوئی اس کا شریک اور پیغمبر قرار نہ پایا وہ اخلاق کو اتنی

ملہ ریاض السالکین شرح صحیفہ سجادیہ از علی صدر الدین مدنی طبع ایران

وسعت دیتا ہے کہ مسلم بن عسکریہ کو بھائی بنایا۔

یہ تہذیب نفس ہے کہ جو زیور کمال سے آراستہ ہو اس کو بھائی سمجھو عرب میں آج تک ایک برابر والا اپنے ہم عمر کو "اخی" کہہ کر پکارتا ہے۔ اور ایک محل تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی سوانح عمری میں ایسا ہے کہ آپ نے یہودی کو بھائی کہا یہ وہ وقت ہے کہ جب علمائے یہود میں سے ایک عالم آیا ہے اور اس نے عرض کیا۔

سَلَامُ عَلَى الْمُرَّةِ وَجَلَّ مَحْتَضِ الْأَوْصِيَاءِ فِي حَيَاةِ الْأَنْبِيَاءِ وَتَحْتَمِنُ بَعْدَ دِفَاتِهِمْ فَانْخَرَنِي كَمَا انْخَرَنَكَ اللَّهُ فِي حَيَاةِ مُحَمَّدٍ مِنْ مَرَّةٍ وَكَمْ انْخَرَنَكَ بَعْدَ وَفَاتِهِ مِنْ مَرَّةٍ۔

خدا کے برتر انبیاء کی زندگی میں ان کے اوصیاء کا امتحان لیتا ہے اور نبی کے بعد بھی یہ حضرات منزل امتحان پر آتے ہیں پس مجھے خبر دیجئے کہ پیغمبر اسلام کی زندگی میں آپ کے کتنے امتحان ہوئے اور ان کی وفات کے بعد کتنے امتحان ہوئے اس سوال کے بعد جو آپ نے سات امتحانات عہد رسول کے اور سات امتحان بعد وفات رسول کے بیان کئے تو ہر امتحان کی ترجمانی میں "یا اھا الیہود" اے بھائی یہودی کہہ کر خطاب کیا اور غیر مسلم کو جو وہ مرتبہ بھائی کہے گا یہ اثر ہوگا کہ وہ ہر دل سے ایمان لایا اس حدیث طویل کا نظم میں فارسی ترجمہ مفتی میر عباس صاحب قبلہ نے فرمایا۔ اور شریں اردو ترجمہ والد علامہ مطاب شراہ نے کیا جو جناب مرحوم کے علمی تالیفات میں غیر مطبوع موجود ہے۔

لے خصال ابن بابویہ ج دوم

اسلامی اخوت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بروز قیامت شفاعت کے طریقین کو حقوق حاصل ہو جائیں، ہم کو آپس میں فیض اخوت جاری کرنا چاہیے اور اپنی حیات ثانوی کو سدھارنے کی فکر سے غفلت نہ ہو۔

سہم ذبح کے اعمال میں سنت ہے کہ ایک مومن دوسرے مومن کے داہنے ہاتھ پر دست راست رکھ کر کہے۔

اٰهْبِئْتَنِي فِي اللّٰهِ وَهَآءِ فَيْتُكَ فِي اللّٰهِ وَهَآءِ فَيْتُكَ فِي اللّٰهِ وَهَآءِ
اللّٰهُ وَمَلِيْكَتِي وَكِتَبِي وَرُسُلِي وَانْبِيَآئِي وَالْاَكْبَسَ الْمُعْصَمِيْنَ عَلٰى
اَنِّيْ اِنْ كُنْتُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالشَّفَاعَةِ وَارْتَن لِّيْ بِاَنْ اُدْخَلَ الْجَنَّةَ
لَا اَدْخُلُهَا اِلَّا وَاَنْتَ مَعِيْ۔

برادر مومن جواب میں کہے:۔ قَبِلْتُ وَاسْقَطْتُ عَنْكَ جَمِيْعَ
حُقُوْقِ الْاُخُوَّةِ مَا خَلَا الشَّفَاعَةَ وَاللّٰهُ عَاوُ الزِّيَارَةِ۔

واقعہ کہ بلا سے پہلے مسلم بن عوفہ کی زندگی:۔ گذشتہ بیانات پر نظر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کی زندگی سلاہ بھری سے پہلے عبادتِ خدا، خدمتِ خلق، تعلیمِ قرآن میں صرف ہوئی اور اگر حکومت ماطل کے حربی اقدام میں اسلام کی کمزوری محسوس ہوئی تو اسلامی فوج کے سپاہی بن کر جان کی قربانی میں بھی غدر نہ ہوا یہ ہے اسلامی اتحاد اور مسلم بھائی کی اختلاف غفائے کے باوجود ہماری جب ضرورت پڑے نصرت دین پر تیار رہیں۔

آذربائیجان کی جنگ میں مسلم بن عوفہ کی شجاعت:۔ نقشہ دیکھنے سے آذربائیجان کا پتہ اس طرح لگے گا کہ شہر تبریز تو اس کا صدر مقام سمجھنا چاہیئے

سہ صفایح الجہان چاہ نجب اشرف علیہ السلام الفاروقؓ مطبوعہ دہلی ۱۹۳۲ء

اردیل بھی اسی صوبہ میں ہے۔ آذربائیجان کی وجہ تسمیہ میں دور وائیتیں ہیں۔ ایک یہ کہ موید آذرباد نے ایک آتش کدہ بنایا تھا جسکا نام آذر آبادگان تھا اور دوسری روایت یہ ہے کہ لغت پہلوی میں آذر کے معنی آتش کے ہیں اور باکان کے معنی ہیں محافظ یعنی نگاؤ زندہ آتش، چونکہ اس صوبے میں آتشکدوں کی کثرت تھی اس وجہ سے یہ نام ہو گیا جس کو عربوں نے انہی زبان میں آذربائیجان کر لیا۔

حضرت عمر کی خلافت میں جو فتوحات ہوئے اس میں زیادہ تر بنی ہاشم اور دستدارانِ اہل بیت کا ہوا تھا۔ مصر کی جنگ میں حضرت مسلم بن عقیلؓ اور ان کے بھائیوں کی بے پناہ جنگ تاریخ کے صفحے سے محو نہیں ہو سکتی مگر شمس العلماء شبلی نعمانی کے قلم سے اس کا اظہار کیوں ہونے لگا۔ وہ تمام کامیابی حضرت عمرؓ کے عقل و دماغ کا نتیجہ بنتے ہیں۔ اگر سیاست عمری کچھ بھی وزن رکھتی تو یہ غیر محضاً کو بدر و حنین میں۔ ان کے جنگی خدمات سے فائدہ پہنچتا۔

حضرت عمر کی پیرائہ سالی سے پہلے کا ذکر ہے اس وقت نسبتاً عقل و دانش میں شباب تھا مگر اُحد و خبیر میں جو انجام ہوا وہ دنیا جانتا ہے۔ اس آغاز سے جس پر قرآن حکیم بھی گواہ ہے اس انجام پر بہت کچھ نقد و تبصرہ ہوتا ہے اور بڑی آسانی سے نتیجہ نکلتا ہے کہ اس پردہ میں کوئی اور تھا۔ حضرت شبلی نعمانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ آذربائیجان کی جنگ میں جو ۲۷ ہجری مطابق ۶۴۷ عیسوی میں ہوئی لشکر اسلام کا علم حذیفہ بن یمانؓ

۱۴ فتوحات بہنسا مولفہ تبیخ محمد بن محمد معزم مری ۶۷۱ چاپ یکم ۱۳۸۷ ہجری

کے ہاتھ میں تھا یہ وہی حذیفہؓ ہیں جن کو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کے نام بتا دیے تھے اور رسولؐ کے رازدار سمجھے جاتے تھے، اور یہ مسلم حقیقت ہے کہ فوج کی کامیابی علمدار کی فراست پر موقوف ہوتی ہے، حذیفہؓ کی علمداری کا حال یہ ہے۔

وہ تھا دندے چل کے اور بیل پہنچے یہاں کے رئیس نے ایک انبؤ کثیر جمع کر کے مقابل کیا اور شکست کھائی پھر آٹھ لاکھ سالانہ صلح ہوئی۔ حذیفہؓ نے پھر اس کے بعد موخان اور جیلان پر حملہ کیا اور فتح کے پھر ہرے اڑائے اس آٹھویں دربار خلافت سے حذیفہؓ کی معزولی کا فرمان پہنچا۔ (الفارق ص ۱۱۲)

ابھی تک دولت کی خیانت کا شکوہ تھا کہ وہ اس جنگ کے لڑنے والوں میں مسلم بن عوسجہؓ کا نام کیوں نہ لکھے گئے۔ اب ان کے مدد و حفرت عمر کے طرز عمل کو ارباب دماغ کے سامنے لانا ہے کہ جو سپہ سالار فوج کا میاب ہو اس کی معزولی کے کیا معنی؟ حذیفہؓ کو عہدے سے ہٹانے کا ہاتھ منشا یہ ہے کہ جنگ میں خود غرضانہ پہلو تھے اور اس سرکار سے کام کرنے والوں کی ہمت افزائی کبھی نہیں ہوئی اور حکومت کا معیار عمل و انصاف پر نہ تھا تمام وول متحارب کا قاعدہ ہے کہ کامیاب ہونے والے اشرار فوج کو انعام ملتے ہیں۔ مگر یہاں انصاف کا خون ہوتا ہے البتہ یہ طبری جو مسلمانوں کا مورخ اعظم ہے۔ اس نے تاریخ میں قاتلان حسینؑ کی زبان سے ثابت کیا ہے کہ اس جنگ میں مسلم بن عوسجہؓ نے مشرکین کو قتل کیا اور اپنی شہر بار تلوار کا شجاعانہ فارس کو لوہا منوایا اس اجمال کی تفصیل کا آئندہ انتظار کرو۔

تاریخ الامم والملوک جلد ۶ ص ۲۲۵

بقول مؤلف شہدائے کربلا ایک مکمل طاقت ور جوان ہونے کے اعتبار سے اگر ان کی عمر اس وقت بیس برس بھی مانی جائے تو واقعہ کربلا میں ان کی عمر ساٹھ سال قرار پاتی ہے۔ اور اس لئے ان کا شمار کربلا کے سن رسیدہ اور ضعیف العمر اشخاص میں ہے۔

دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھا: عہد رسولؐ میں ولادت ہوئی، رسولؐ کا زمانہ دیکھا۔ فاطمہ زہراؑ علیہا السلام نے جس ظلم نواز حکومت میں رحلت فرمائی اس عہد کا ادراک کیا، دورِ اول سے گندہ خلافت ثانی میں نیک نام عمر لبر کی، خلافت کا تیسرا زمانہ دیکھا۔ امیر المومنین علیہ السلام کی معصومانہ زندگی کو اول سے آخر تک دیکھتے رہے۔ بقیعین و جمل میں فترت کا کچھ علم نہیں۔ تاریخ خاموش ہے، یہاں تک کہ خلافت بلا فصل ختم ہوئی۔ امام حسنؑ کا صلح پسند اور صبر نواز عہد شروع ہوا اور ختم ہوا۔ امامت حضرت ابی عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی طرف منتقل ہوئی، حاکم شام معاویہ کی موت اسی عہد کرامت مہر میں واقع ہوئی۔

سلسلہ ہجری

ہلاکت معاویہ کے بعد آخر رجب میں یزید تخت نشین ہوا، اور اس ظالم کی طرف سے آقلے کونین امام حسینؑ سے سعی نامشکور شروع ہوئی۔ اہل کوفہ محبت کے پردے میں عداوت پرتل گئے اور لاتعداد خط و دعوت نامے بھیج کر چاہا کہ وہ کوفے میں آجائیں۔ لیکن حسینی سیاست میں سرخو فرق نہ ہوا۔ اور آپؑ نے اپنے تشریف لے جانے کے بجائے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیلؑ کو خصوصی نائب بنا کر کوفہ بھیجا۔

حضرت مسلم بن عقیلؓ کی حمایت مولف شہدائے کربلا رقم طراز ہیں اس موقع پر جب جناب مسلم بن عقیلؓ کو فے میں وارد ہوئے ہیں اور حضرت سید الشہداءؑ کی بیعت اہل کوفہ سے لینا شروع کی ہے تو مسلم بن عوسجہ نے اس خدمت میں نمایاں حصہ لیا اور وہ جناب مسلم بن عقیلؓ کے نمائندہ خاص اور معتمد ہونے کی حیثیت سے لوگوں کو اس مقصد کے ساتھ متحد کرتے امر اہام حسینؑ کی بیعت لیتے تھے۔ چنانچہ ابن زیادؑ نے کوفے میں آنے کے بعد جب لوگوں کو جناب مسلمؓ کی طرف سے برگشتہ بنانا شروع کیا اور مسلمؓ مختار بن ابی عبیدہؓ کے گھر سے ملازدار کی کے ساتھ ہانی بن عروہ کے مکان میں منتقل ہو گئے اور ابن زیادؑ نے حضرت مسلمؓ کی سراغ رسانی کے لئے اپنے غلام معقلؓ کو تین ہزار درہم دے کر مقرر کیا کہ وہ مکہ و فریب کے ساتھ مسلمؓ کا پتہ چلائے اور معقلؓ اس فکر میں مسجد جامع میں آیا تو اسے معلوم ہوا کہ مسلم بن عوسجہؓ اسدی جو اس وقت اسی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، مسلم بن عقیلؓ کے نمائندہ خاص ہیں اور ان کی طرف سے حسین ابن علیؑ کی بیعت لیتے ہیں۔ یہ معلوم کر کے وہ مسلم بن عوسجہؓ کے پاس آیا۔ اور بیٹھ گیا۔ جب مسلمؓ نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے کہا کہ میں شام کا رہنے والا ذوالکلاع کا غلام ہوں اور خدا کے فضل سے اس خاندان (اہل بیتؑ) کے ساتھ محبت رکھتا ہوں۔ تجھے معلوم ہوا ہے کہ اس خاندان میں سے کوئی بزرگ آج کل کوفے میں آئے ہوئے ہیں اور لوگوں سے رسول خداؐ کے نواسے کی بیعت لے رہے ہیں تجھے تمنا پیدا ہوئی کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں اور یہ تین ہزار درہم جو میرے پاس ہیں میں ان کی خدمت میں نذر کر دوں۔ مگر اب تک کوئی شخص نہ ملا جو تجھے ان کی خدمت میں

پہنچاتے یا ان کا پتہ نہ تھے۔ ابھی ابھی میں اس مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے کچھ مسلمانوں کو یہ کہتے سنا آپ کے متعلق کہ انہیں اس خاندان کے لوگوں سے واقفیت حاصل ہے۔ اب میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ یہ روپیہ مجھ سے لے لیجیے اور مجھے ان بزرگ کی خدمت میں لے چلے کہ میں ان سے بیعت کروں اور اگر آپ چاہیں تو ان کے پاس جانے سے پہلے ہمیں مجھ سے بیعت لے لیجیے۔

یہ حکارہ تقریر تھی، جس کو ہوائ دل ادنیٰ نیت مسلم بن عوفؓ نے حقیقت پر محمول سمجھا اور جواب دیا۔

”مجھے تمہاری ملاقات سے بہت خوشی ہوئی اور مسرت حاصل ہوئی، اس بات پر کہ تم اپنی خواہش میں کامیاب ہو اور تمہارے دلیع سے اہل بیت رسولؐ کو کچھ تقویت حاصل ہوئے شک مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میری کارگزاریاں اس معاملہ میں اس کے نشوونما پانے کے پہلے ہی تمہارے کانوں تک پہنچیں جس سے اندیشہ پڑتا ہے کہ میں ظالم ابن زیادؓ کو بھی اس کی اطلاع نہ ہو جائے۔ بہر حال کافی اطمینان اور عہد و پیمان اور رازداری کے وعدوں کے ساتھ مسلم بن عوفؓ نے اقرار کیا کہ میں چند روز میں تمہارے لئے مسلم بن عقیلؓ سے اجازت حاصل کروں گا۔ چنانچہ معقولہ س کے بعد چند روز تک برابر آتا جاتا رہا یہاں تک کہ مسلم بن عوفؓ کے ساتھ جناب مسلمؓ کے پاس پہنچا۔ اور آخر اسی کی خبر رسائی سے ہانی بن عروہ کے گھر میں مسلم بن عقیلؓ کے فریاد و کشمکش کی اطلاع ابن زیادؓ کو پہنچ گئی جب ہانی بن عروہؓ کو خبر ہو گئی اور مسلم بن عقیلؓ چپک پر آمادہ ہوئے اور آپ نے اپنے اہل خانہ و انصار کے لشکر کو فراہم کیا تو اس وقت بھی مسلم بن عوفؓ جناب

مسلم کے ساتھ تھے، اور جب فوج کی تربیت ہونے لگی تو قبیلہ حذرج اور اسد کی سپہ سالاری مسلم بن عوسجہؓ ہی کے متعلق ہوئی اور پیادوں کے سردار بھی قرار دیے گئے۔ پس اس کے بعد تاریکیں خاموش ہیں نہیں کہا جاسکتا کہ مسلم بن عقیلؓ کی شہادت کے موقع پر مسلم بن عوسجہؓ کہاں تھے۔ جب مسلم بن عقیلؓ کے ساتھ والی قلیل فوج نے ابن زیادؓ کے نظم شاہی سلا جنگ کے مقابل میں شکست کھائی تو مسلم بن عوسجہؓ وغیرہ چند دیگر اشخاص نے یہ پورا اندازہ کر لیا کہ اب حضرت مسلمؓ کی جان کی حفاظت غیر ممکن ہے اس لیے اب سوال صرف اپنی جان کا ہے کہ اسے بھی قربان کر دیا جائے۔ لیکن جبکہ یہ معلوم ہے کہ فرزند رسولؐ امام حسینؓ کو فر کی جانب متوجہ ہیں تو یہ جان ان کے ساتھ ان کے کام کیوں نہ آئے۔ اور اس وقت ممکن ہے ہمارے خدشات کچھ کارآمد ثابت ہو سکیں اس خیال سے ان لوگوں نے پھر مسلم بن عقیلؓ کے ساتھ اپنی جانوں کو وابستہ نہیں رکھا اور وہ اپنے اپنے گھروں اور اپنے قبیلوں میں مخفی ہو گئے۔ اور جب یہ معلوم ہوا کہ امام حسینؓ عراق کے حدود میں آگئے تو یہ کسی طرح نکل کر امام حسینؓ کے پاس پہنچے بہت ممکن ہے کہ مسلم بن عقیلؓ سے ان کی علیحدگی خود حضرت مسلمؓ کے ایماء و اشارے یا کم از کم اجازت سے ہو ورنہ اگر کسی طرح کی بھی وفائی اور حضرت مسلمؓ کی امداد میں کوتاہی کا دھبہ ان کے دامن پر ہوتا تو کم از کم حضرت عبداللہؓ سے کسی طرح کی معذرت اور آپ کا قبول غدر یا عقاب و تہنیت تاریخوں کے اندر موجود ملتا۔ انتہی۔

۱۱۰ ہجری

شامی مسلمانوں کو ختمہ سنہ کے گزشتہ چھ ماہ یہ زیدیت کی تائیس

میں گزرے اور رفتہ رفتہ اموی طاقت نے کفن کو بھی اپنا کر لیا۔ حضرت مسلم کی شہادت اس فروغ کا نتیجہ تھی اس پر آشوب زمانے میں نہیں کہا جاسکتا کہ مسلم بن عوف صحیح امام حسینؑ کے پاس آکر کہاں اور کب ملتی ہوئے۔ ملا حسن بزدی نے لکھا ہے کہ حبیبؑ اور مسلم بن عوف صحیح ساتھ ساتھ کوفہ سے روانہ ہو کر اس وقت پہنچے۔

وقتے رسیدند کہ لشکر عدا مثل سیل سیاه یک طرف صفت زدہ و امام مظلوم بالشر خود در بیرون خمیا ایستاده بودند این دو نفر آمدند و پیادہ شدند و سلام کردند در رکابِ حضرت ابوسعیدند۔ (انوار الشہادۃ ص ۶۷) اس عبارت میں یہ صراحت نہیں ہے کہ وہ عترة کے دن پہنچے۔

معاہدہ ۹ محرم سے ہو چکا تھا اگر اس محرم کے معنی یہ قرار دیئے جائیں کہ کربلا میں وہم محرم ان کے قیام کا پہلا دن تھا تو صحیح نہیں ہے۔ شب عاشورا ان کی موجودگی اور اظہار عقیدت موجود ہے۔ ممکن ہے کہ وہ ملاقات محرم سے پہلے یا بعد پہنچ چکے ہوں۔ اس لئے کہ فرزند رسولؐ سے دنیا کا ساتھ چھوڑنا ان کے علم میں تھا۔ حبیب بن مظاہرؑ کو حسینیت کی طرف دعوت دینے میں وہ ایک محرک تھے۔ خضاب کی روایت سے معلوم ہو چکا ہے کہ کوفہ کا ماحول مسلم بن عوف صحیح کے سامنے تھا اور وہ اپنی قربانی کی تیاریاں کر رہے تھے۔ ان کے عزائم کی نیچنگی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اس پر آشوب دور میں وہ کوفہ سے ہٹنا نہیں سکے بلکہ اپنی کینز اور فرزند کو بھی ساتھ لے کر چلے۔ ہر طرف کی ناکہ بندی۔

عہ مولف یہاں تک لکھ کر دو سال شدید امراض میں مبتلا رہے فضل ایزدی سے صحت ہوئی اور یہاں سے دوبارہ قلم اٹھایا۔ مع

قدم قدم پر پہرہ، عبید اللہ ابن زیاد کے سخت ترین قوانین کے نفاذ میں ان کو
 کوئی روک نہ سکا اور ختم اپنی اصل کی طرف ملی۔ لقیہ طینت کے جذبے
 نے شیعیت کو حسینیت پر نثار کرنے کے لئے آگے بڑھایا۔ لیکن اس اتمام
 میں وہ فراست اور جانبازی محکم تھی جو قربانی میں عزت اور خصوصیت پیدا
 کرتی ہے۔ حبیب بن مظاہر، زہیر بن قین، اپنی رفیق زندگی کو چھوڑ کر دشت
 بیلا میں آئے۔ وہ اگر اس لئے مستحق ستائش ہیں کہ امام کی محبت میں اولاد
 ادا ج کو چھوڑ کر شہید ہوئے اور مصابیت کا ثبوت دیا تو مسلم بن عسکریہ اپنی
 شریک حیات بی بی اور بچے کو ہمراہ لاکر اس لئے قابل مدح قرار دیتے ہیں کہ وہ
 راہ کے قید و بند کو نہ سے مع عیال نکل کر رہے اور زوجه حبیبؓ اور زوجه مسلمؓ
 میں بھی یہ فرق نظر آتا ہے کہ حبیبؓ کی بی بی نے شوہر سے کہا تھا کہ تم کو خدا
 کی قسم جب احام کے دوبر و سینھا تو میری طرف سے دست بوسی کرنا اور
 قدم چومنا اور میرا سلام پہنچانا۔ (سوانح حبیب ص ۲۰) لیکن معلوم ہوتا
 ہے کہ زوجه مسلمؓ کی عقیدت اس حد پہنچ چکی تھی کہ انہوں نے شوہر کو
 تنہا جاتے ہی نہ دیا۔ اور اسیری کا شوق ان کو کتنے سے کربلا تک لایا ورنہ
 مسلمؓ ایسے تجربہ کار سن رسیدہ مجاہد کو کوئی وجہ نہ تھی کہ ایسی سخت منزل پر
 عورت اور بچے کو ساتھ لیتے۔ واقعہ کربلا کی پیش گوئی زبان رسالت سے
 ہو چکی تھی۔ عہد علی و فاطمہ میں اسیری کے تذکرے گزر چکے تھے۔ اگر مرد کا یہ
 فریضہ تھا کہ وہ امانت پر آج آئے کے وقت اپنی جان قربان کر دے تو

۱۔ صحیفہ کاملہ میں اصحاب رسولؐ کی یہ صفتیں بیان ہوئی ہیں وفار قوالا رواج
 والا ولاد فی اظہار کلمتہ، ص ۱۸ طبع بمبئی شعبان ۱۲۶۵ھ

عورتوں کا بھی یہ مزم تھا کہ ہم اہل حرم کے شریک غم ہوں اور اگر ان کے بازوؤں میں رسن ہو تو ہم بھی قید ہوں۔ خصوصاً جبکہ مسلم کی بی بی کو منع حقیقی نے اولاد کی نعمت بھی عطا فرمائی تھی ان کے لئے مخصوص شرف و عزت تھی کہ وہ بیوہ ہوں۔ امیر ہوں، اولاد دار کریں۔ آل محمد میں بے نام و نشان ہو جانا وہ غیر فانی خصوصیت ہے جو انصارِ امام کو حاصل تھی۔

شب عاشور مسلم بن عوسجہ کی گفٹنگ

فرزندِ فاطمہؑ نے اپنی زندگی کی آخری رات جس مہر و سکون سے گذاری اس کا اندازہ وہی انسان کر سکتے ہیں جو معرفت کے جاوے پر ہیں۔ عام لوگ تو یہ سمجھتے رہے کہ دشمن سے ایک شب کی مہلت طلب کی جا رہی ہے لیکن حقیقت یہ تھی کہ آپؐ کو وہ مخالف کو خود ایک رات کی مہلت دے رہے تھے کہ اگر تم نے مجھ کو نہیں پہچانا ہے تو اب بھی پہچان لو اور توبہ و انابت کی منزل پر آؤ، خوش تھی سے یہ رات شبِ جمعہ تھی اور ان برکتِ آفریں لمحات میں یہ خالوادہ ہمیشہ اپنے راحت و آرام کو خیر یاد کہہ کر عبادتِ الہی میں مشغول رہتا ہے۔ کوئی وجہ نہ تھی کہ اس سے فائدہ نہ اٹھایا جاتا۔ جمعہ اور شبِ جمعہ میں خیر و شر کا ثواب و عقاب دوگنا ہونا آئینِ اسلام میں طے شدہ مسئلہ ہے لہذا اس رات کی عبادت میں جو سطت تھا اس کو وہی سمجھ سکتے تھے جو اپنی غرض خلعت کو پورا کرنے کے لئے دنیا میں آئے تھے۔ اور ان کے مختار

لے ان الخیر والشر لیضا عقان یوم الجمعہ رالبلد الامین والدرع الحسین
ہم مخطوطات کتب خانہ ممتاز العلماء

کہا کیا کہنا اپنا شوق شہادت زیادہ کیا مجاہدین کے اجر و ثواب کو بڑھایا دشمن کی سزا کو سنگین کیا اور رات ختم ہوتے ہوتے نام نہاد مسلمانوں کی ذہنیت کا جائزہ بھی لیا کہ دنیا دیکھ لے کہ وہ جس پیغمبر کا کلمہ پڑھتے ہیں ٹھیک جمعہ کے دن اس کی آل کو کس طرح بے آب و دانہ خرچ کرتے ہیں۔

اس رات کی یہ عبادت و داعی عبادت تھی۔ اور جب کہ ہمارے سامنے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا علم افروز ارشاد تیرہ سو برس سے زیادہ زمانہ گزرنے کے بعد موجود ہے کہ آپؑ نے فرمایا تھا۔ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہونا تو تم کو چاہیے کہ داعی نماز پڑھو، حضور قلب اس پیمانے پر ہو کہ یہ بھی یہی نماز ہماری آخری نماز ہے۔ اب حیات مستعار دوسری نماز پڑھنے کا موقع نہ دے گی۔ فرشتہ موت کا کین گاہ میں ہے۔ کرو بلا والوں کو یقین تھا کہ ہم پر اب دوسری رات زندگی میں نہ آئے گی۔ شبِ عبرت پیغمبر خداؐ کی جان بچانے میں بستر پر سونے کی ضرورت تھی اور شبِ عاشورؑ فرزند رسولؐ کی نفرت میں ہر مجاہد کو شب بیداری کی کسے ضرورت ہے کہ وہ جاگ کر صبح کر دے اور بزدلی لشکر کے شبِ خون سے بنی ناطق کو بچائے لہذا یہ مقدس ترین نفوس بھی نماز میں۔ کبھی دُعا میں۔ کبھی تلاوت میں، کبھی حرم رسولؐ کے تدابیر تحفظ میں۔ کبھی حال و استقبال کی مصیبتوں پر آنسو بہانے میں مشغول ہیں اور ان کو کیمیل بن زیادؓ کی دُعا کا یہ فقرہ یاد ہونا چاہیے:- (رحم من راس مالہ الرجاء و سلامہ البکار

لے اذ اقام احدکم الی الصلوٰۃ فلیصل صلوٰۃ مودعہ لرحمہ النکاح۔
دور الکلام ص ۱۶۳ (چاپ بمبئی)

رہانے والے اس پر رحم کر۔ جس کی ساری پونجی تجھ سے لو لگانا اور جس کے
 ہتھیار رآلات حرب ہا کر یہ ویلکا ہیں جو دشمن سے بچائے ہوئے ہیں ورنہ
 یہ نمازی سجادوں پر جو عبادت رہتے اور فوج شام کی طرف سے قتل عام شروع
 ہوتا۔ تکبیر و تہلیل کی صداؤں نے شیعوں کو ایک مستحکم قلعہ بنا دیا تھا جس کو
 دشمن اپنی اکثریت کے باوجود نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ قریب آنا
 تو درکنار۔ اسد اللہ کا شیر عباسی پورے لشکر کی جانوں کا نگران تھا۔
 جس کا بہن کے خیمے کے گرد بھڑنا بھی سچ کے ہر وہ سے بہتر تھا ان گونا گوں
 مفروضات میں امام ابن امام کو اپنی مختصر فوج کے سامنے خطبہ پڑھنے کی
 ضرورت محسوس ہوئی اور نفس انسانی کی لالچ رکھتے ہوئے تمام ساتھیوں
 کو بیعت کی پابندی سے آزاد کرنا چاہا اور عام اعلان کیا کہ تم مجھ کو چھوڑ
 کر چلے جاؤ اور مجھے اکیلے رہنے دو۔ اس لئے کہ ان (بیدختوں) کو مجھ سے
 کام ہے، اس کے جواب میں بنی ہاشم کے بعد سب سے پہلے مسلم بن عقیل
 کھڑے ہوئے اور شجاعت و وفا میں ڈوبی ہوئی لفظیں جو کہیں وہ ضرور
 تاریخ پر اب تک باقی ہیں۔

الْحَن فَعَلْتِي عَنْكَ وَلِمَا فَعَدَرَانِي اللَّهُ فِي إِدَاءِ حَقِّكَ أَمَا
 وَاللَّهِ حَتَّى أَكْرَفِي هَدُورَهُمْ رَحْمِي وَأَضْرِبَهُمْ سَيْفِي مَا شِئْتُ قَاتِلُهُ فَمِ يَدِي
 وَلَا أَفَارِقُكَ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ مَعِيَ سِلَاحٌ أَقَاتِلُهُمْ بِهِ لَقَدْ فَتَيْتُهُمْ بِالْحِجَارَةِ
 وَوَدَّكَ حَتَّى أَمُوتَ مَعَكَ۔

ہم کیا آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں بغیر اس کے کہ بیشن خدا جواب دہی
 کا سامان کر سکیں آپ کے حق کی ادائیگی میں، خدا کی قسم یہ تو نہیں ہو سکتا
 یہاں تک کہ میں فوج دشمن کے سپیوں میں اپنے نیزے کو ٹوڑ دوں اور

ان کو میں صرف شمشیر سے قتل کرتا ہوں۔ جب تک کہ قبضہ تیغ میرے ہاتھ میں نہ ہے اور میں آپ کو کبھی نہ چھوڑوں اور اگر میرے ساتھ آلات حرب نہ ہیں جن سے لڑوں تو میں انہیں پتھر پھینک کر مخرج کروں گا۔ یہاں تک کہ آپ کے ساتھ مرجاؤں۔

فاضل زرنگی پوری اعلیٰ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس جواب میں

یہ اضافہ کیا ہے۔

قسم بہ خدا ہم آپ کو نہ چھوڑیں گے یہاں تک کہ ہر وردگار ہمارا جان لے کر ہم نے رسول اللہ کے نہ ہونے کے وقت میں آپ کی کیسی حمایت و حفاظت کی۔ آپ جائیں گے قسم بہ خدا اگر ہمیں یہ معلوم ہو کہ ایک مرتبہ قتل ہوں گے پھر زندہ کئے جائیں گے پھر جلانے جائیں گے پھر عمار کی خاک ہو ایں اڑا دی جائے گی اور اسی طرح ستر مرتبہ ہو گا تب بھی تو آپ سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ آپ کے سلئے موت آئے۔ پھر کونکر نہ ہم آپ کی حمایت میں جان دیں حالانکہ یہ ایک مرتبہ کا قتل ہونا ہے۔ اور بعد اس کے وہ کرامت اور بزرگی ملے گی جس کی کبھی انتہا نہ ہوگی۔ (شہید السلام ص ۲۲۷ طبع لکھنؤ ۱۳۲۳ھ)

شہید کی سخت کلامی پیر مسلم بن عسکری کا جلال واقعہ کہ ملا میں تیر و تلوار نیزہ و خنجر، یوب و خشت کے ساتھ ساتھ بے گناہوں پر زخم زبان سے بھی حملہ ہوتا تھا۔ اور بے ادب دشمن ایسے ناگفتہ بہ الفاظ استعمال کرتے تھے جس کے تصور سے عقل و تہذیب لرزہ بر اندام ہے نفس شناس انسانیت حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے شعر میں ان زخموں کو ناقابل اندمال فرمایا ہے

جراحات السنان لها النیام ولا یلتام ما جرح اللسان

نیزے کے زخم تو بھر جاتے ہیں لیکن زبان کے زخم کسی طرح نہیں بھرتے۔

بھری کانیر کا تلوار کا تو گھاؤ بھرا

لگا جو زخم زبان کا رہا ہمیشہ ہرا

چنانچہ صبح ہا شور طبل جنگ سے پہلے جب خندق میں آگ شعلہ ور

تھی تو ختام فلک احتشام کی طرف سے شعلہ گزرا اور اس بد باطن اور

خبیث نے کہا: یا حسین استعجلت الناس فی الدنیا قبل یوم القیامت۔

اے حسین تم نے قیامت کے پہلے دنیا ہی میں (دور رخ کی) آگ مہیا کر لی

اس کے جواب میں حضرتؑ نے فرمایا: اے بد بخت قیامت کی آگ

کا تو ہی منہ اوار ہے۔

اس گستاخی پر مسلم بن عوسجہ کو جلال آگیا اور غصے میں بھرے ہوئے

توڑوں سے اہل دم کے اکڑائے عرض کیا کہ حکم ہو تو میں اس کی طرف ابھی تیر پھینکوں۔

مگر رحم پرور اہل دم نے روکا اور فرمایا کہ لڑائی میں ہماری طرف سے پہلے نہ ہونا

چاہیے۔ یہ وہ آئین حرب تھے جس پر ہمد را سلام سے برابر عمل درآمد ہو رہا

تھا بلکہ یہ قانون حضرت موسیٰ بن عمرانؑ کے زمانے سے نافذ ہوا ہے اور

فرعونؑ کے جادو گروں کا مقولہ قرآن میں موجود ہے: قالوا یا موسیٰ آما ان

تلقى و آما ان نکون نحن الملقین قال القوا ہ ۳۴۔ انہوں نے کہا: اے

موسیٰ! تو تمہیں اپنے منتر پھینک دیا ہم پھینکیں۔ فرمایا تم ہی پھینکو۔ اس کے

معنی یہ ہیں کہ عہدائے موسیٰ دفاعی حیثیت میں تھا۔ اور وہی نظریہ سید الشہداء

روحی فساد کا بھی تھا کہ اپنے دشمن کی سخت کلامی ٹھنڈے دل سے سنی مگر جنگ

میں ابتدا نہ کی۔ غرض ان کلمات کا برداشت کرنا صاحبان غیرت کے لئے سموت

سے کم نہ تھا۔ جب ہی زیارت میں ارشاد ہوا ہے قتل اللہ من قتلک بالامیدی

والا لسن۔ رمانا تیح الجنان طبع نجف اشرف ص ۶۳۲) خدا اس شخص کو قتل کرے جس نے آپ کو ہاتھوں اور زبانوں سے قتل کیا "السن" اس اظہار حقیقت کے تحت میں وہ طریق بھی داخل ہے جو حسینیت کو قتل کر رہا ہے اور یزیدیت جس سے فروغ حاصل کرتی ہے ہماری جائیں شاربوں معصومین کے ان مختصر جملوں پر جن میں شہادت حسین پر انتہائی فراست کے ساتھ مکمل تبصرہ فرمادیا یہ حضرات خود تو دشمنوں کے قید و بند میں تھے مگر دور آزادی میں زندگی بسر کرنے والے طبقے کے روبرو حکایات مصائب پیش کر کے سبکدوش ہو گئے اب ہمارا کام ہے کہ ہم حسینیت کو باقی رکھیں اور دوست نما دشمن کی سموی ہوئی باتوں سے بیاہ طلب کریں۔

شکر بن الحنفیہ کے پہلے حملے میں مسلم بن عوسج کی بہادری: ابو مخنف نے مقتل میں لکھا ہے کہ جب روز عاشور جنگ شروع ہوئی تو شکر بن سعد کا داناہ حقہ جیسا کہ صحر بن حجاج زبیدیؒ تھا اس نے امام حسینؑ کے لشکر کے بائیں حصے پر حملہ کیا اور اس کے افسر زہیر بن قینؒ تھے اور فرات کی طرف سے یہ حملہ شکر ابن سعد نے کیا تھا اور مسلم بن عوسجؒ بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر کے بائیں حصے میں تھے یہیں مسلم بن عوسجؒ نے اس وقت ایسی تلوار کی اور معرکہ کیا کہ کسی نے کبھی ایسا معرکہ دیکھنا کیسا سنا بھی نہ تھا۔ (زور العین ترجمہ الیہار العین ص ۳۵۵) چاہ حیدر آباد دکن

ابو مخنف کے یہ الفاظ جس قدر وزن رکھتے ہیں ان کو اہل عقل سمجھتے ہیں روز عاشور مسلم بن عوسج کو کب اذ ن جہا و ملائکہ یہ سوال میرت کا جزو اعظم ہے مناقب ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ آپ عمر ابن عبداللہؒ مدنی کے بعد شہید ہوئے اور طبری مورخ نے تصریح

کہیے کہ انھار حسینؑ میں وہ سب سے پہلے مقتول ہیں اس کی تائید میں بعض اہل قلم کا تحفۃ الزائر کی زیارت شمار دہم سے استدلال صحیح نہیں ہے اور میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ ابن شہر آشوب ہوں یا شیخ مفید یا مجلس رحیم الرحیم ان سب حضرات نے باستناد ان مقامات کے جہاں کسی واقعہ کی تعیین کر دی ہے کہ اس کا فلاں وقت اور تاریخ سے تعلق ہے یا جہاں ان کی تحذیروں میں "شم بد زمن بجدہ" کی لفظ موجود ہے۔ واقعات اور خصوصاً انھار کے یکے بعد دیگرے حالات یہ سمجھ کر نہیں لکھے ہیں کہ پڑھنے والے اس کو ایک تاریخ وار بیان مسلسل سمجھیں۔ اور جس کا ذکر پہلے آگیا ہے اس کو پہلا نام سمجھا جائے۔ ان حضرات کا حال یہ تھا کہ قلم اٹھاتے وقت صرف ضبط و احاطہ کے فرض سے ادا ہوتے ہیں۔ چنانچہ بحار جلد عاشتر میں واقعہ کربلا کو دہرانا اور کمر بیان اسی کے تحت میں ہے اور باب مقاتل نے ہر جگہ اجتہاد نہیں کئے ہیں اور نہ ان کو اس کی ضرورت تھی لہذا ہر شہید کے بارے میں یہ قطعی فیصلہ نہیں ہو سکتا کہ اس کی قربانی کا مخصوص وقت کب تھا اور عنوان بالا کے ذیل میں صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ نماز ظہر سے پہلے اور حبیب بن مظاہر سے قبل ان کی شہادت واقع ہوئی۔

شہیدائے کربلا کی رخصت میں خصوصاً بنی ہاشم کو اذن جہاد ملنے کے عمل پر ذکر بن کا یہ بیان بھی محتاج دلیل ہے کہ اپنی قربانی میں وہ اہلار کرتے تھے اور احرام انکار فرماتے تھے، جبکہ جہاد واجب تھا تو انکا ثابت ہونے پر صرف یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ امام اگر کسی کو روکتے تھے تو صرف اس لئے کہ ان کے علم امامت میں بھی اس شخص کی قربانی کا وقت نہیں آیا تھا۔ وہ سلسلہ شہادت کو منقطع رکھنے کے ذمہ دار تھے۔ وہ رازدار قدرت تھے

اور ان کے اختیارات سے ناممکن تھا کہ جن کی شہادت کے لحاظ نہیں آئے ہیں ان کو اذن جہاد دے کر میدان میں قبل از وقت بھیج دیں۔ اور جس کی قربانی کا وقت آگیا ہے اس کو روک دیں۔ اذہاء بعلم فلا لیتا خروفا ساعتم ولا لیتقدمون اس محل پر صوبہ کے عقیدت مند بزرگ مولوی فرید الدین صاحب جالسی کا بیان مجھے بہت پسند آیا موصوف نے ذکر شہادت کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ جب کوئی نامہ راہ نام گھوڑے سے گر کر شہید ہوتا تھا تو تمام ناصر خدمت امام میں بیک وقت عرض کرتے تھے کہ اب ہم کو اذن جہاد ملے۔ امام ان میں سے انتخاب کر کے کسی ایک کی استدعا قبول فرماتے تھے۔ اور وہ بخوشی مرنے جاتا تھا۔ لیکن یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جس کی شہادت پہلے واقع ہوئی اس سے اس کی قربانی اور امتحان کا وزن گراں تھا جو بعد میں شہید ہوا۔

لوڑھے مجاہد کو اذن جہاد: دو بیر ہونے ہی کو ہے اور آفتاب عالم تاب خط نصف النہار کے قریب پہنچنے والا ہے اور اپنے پورے جلال کے ساتھ چند نیکیوں کے چہرے دکھاتا ہوا بلند ہو رہا ہے۔ تمازت سے زمین کا کلجہ جھک رہا ہے اور گرم ہوائے جھونکے چہروں کو جھلس رہے ہیں حدت سے ہوا میں ایسا طوفان اور طلطم پیدا ہو گیا ہے کہ گولے اٹھ اٹھ کر آسمان سے باتیں کرتے ہیں انسان تو انسان وحش و طیر تک گرمی سے کہنے کے لئے اشیائوں میں چھپے بیٹھے ہیں چاروں طرف سوائے خشک علاقے اور ریگستان کے کچھ فطر نہیں آتا البتہ جانب غرب ایک صاف اور شفاف پانی کی نہر ہے جس کے ساحل پر کہیں کہیں خرے کے درخت پیرہ دے رہے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے سائے کو پانی میں اس طرح غور

خوم سے دیکھ رہے ہیں جیسے کوئی حسین آگینے میں منہ دیکھا کرے۔ اس دریا کا نام فرات ہے جس پر زید بیت کلبے پناہ غاصرہ ہے اور سپہ سالار لشکر تیزند لگائے ہوئے پانی میں تا کر عرق آل حمزہ کے چند پیاسوں کی جنگ دیکھ رہا ہے۔ اور اس خونخوار کی جبین پر پیاسوں کی صدائے اعطش سننے پر بھی عرق نہامت کا تہ نہیں صورت سے سنگدلی کے آثار اور کردار بد سے اپنے زمانے کا ابلیس معلوم ہوتا ہے۔ دفعۃً فر آدم و بنی آدم حسین بن علی کی سپاہ قلیل سے ایک بوڑھا مجاہد نکلتا ہے اس کے چہرے پر رات کے جلنے اور حربی خدمات کی تھکن اور بھوک و پیاس کی شدت ہویا ہے مگر غضب کا دلولہ اور ہلاکی اٹنگ ہے بے آب و دانہ راہور کویری میں اس شان سے مہینہ کیا ہے کہ آن بان پر جوانوں کی نظریں اکٹھی ہیں گرمی سے عمری تڑا د گھوڑے کی حالت ساز و سامان اور جہاں دیدہ سوار کا رعب و غمربہ دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ راکب و مرکب تھویر وفا ہیں۔ اس مرد بزرگ کی چال ڈھال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی مسلم بن عوسج ہیں جو کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیلؑ کے معتمد ہونے کی حیثیت سے لوگوں کو نصرت امامؑ پر متحد کر رہے تھے۔ اور جنھوں نے شب عاشورائے عزائم کا اظہار کیا تھا۔ قدر شناس امامؑ نے اذن جہاد عطا فرمایا۔ مسلمؑ میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھا۔

رجز

ان تسالوا عنی فانی زوالید
اگر مجھے پوچھتے ہو تو سچا لو میں ہوں بنی اسد
امن ذرعی قومی ذری بنی اسد
کے قبیلے میں کا دہراد جو مخفی ہم پر خروج
فمن بغا فاحید عن الرشد
کرے وہ سیدھا راستے سے منحرف اور خدا سے
وکا فرید بن جبار صمد
جبار و بے نیاز کے دین کا منکر ہے۔

فاضل برغانی نے مسلم کے پورے قہیدے کا ذکر کیا ہے جو
 مدح امام میں پڑھا مگر اس کا مقابل میں ذکر نہیں ہے۔
 جنگ :- ابوحنفہ کے بیان سے جس کا حوالہ ابصار العین میں
 ہے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسلم پہلے ہی حملے میں رجز پڑھ کر شہید ہوئے مگر
 ابن طاووس علیہ الرحمہ نے ان کے انفرادی خدمات کا ذکر کیا ہے اور
 ان کے ذمہ دارانہ القاطبہ ہیں :-

”ثم خرج مسلم بن عوسج فبالح في قتال الاعداء و هب
 على احوال البلاء“

پھر مسلم بن عوسج نے قتل سے نکلے اور دشمنوں کے قتل میں
 مبالغہ فرمایا اور امتحان کی سختیوں پر صبر کیا۔ ہوف
 گھوڑے کو دوڑا کر میدان میں آئے اور کھلی کی مٹہ طرح (یا)
 بادِ سموم بن کر دشمن پر حملہ کیا اور نورِ حرب شعلہ ور ہوا۔ نامی پہلوان صف
 دشمن سے نکل کر مقابلے کو آئے اور مسلم کے ہاتھ سے قتل ہونا شروع
 ہوئے۔ ان میں ایک پہلوان سلسنے آیا جس کے اسداوں میں دریا کی طرح
 تلاطم تھا اور عدی کی طرح گر جتا ہوا حملہ ور ہوا مسلم نے اس کے داہنے پہلو پر
 نیزے کا ایک ایسا وار کیا کہ جانب چپ کو توڑ کر سنان نکل گئی اور سپاہ
 قلیل میں ہدائے تکبیر بلند ہوئی اور فوجِ شام میں خجالت کی ہر دوڑ گئی

سے حمزن البکر سے ناسخ النوارین سے روضۃ الشہداء۔

اسی طرح پچاس سپاہیوں کو دوزخ میں پہنچایا یہ حیرت ناک بہادری دیکھ کر پورا لشکر اس بولڑھے مجاہد پر ٹوٹ پڑا اور اس یلغار میں بھی مسلم نے مزید کچھ غصوں کو قتل کیا۔ شیرزئی میں مشغول تھے کہ عبداللہ صباغیؓ اور عبداللہ بن شکارہؓ بھی دو دیگر کھنوں نے ایک اکڑ کے حکم کیا اور میدان میں ان کے حملوں سے اس قدر گردا گردی کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ جب غلبہ فرد ہوا تو معلوم ہوا کہ مسلم بن عوفؓ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے۔ کھنوں سے گتے گرتے امامؑ کو پکارتا اور کہا اور کنی یا بن رسول اللہؐ، اے فرزند رسولؐ میری خبر لیجئے۔

فائدہ جلد ۱۰: مقتل سے خیام تک اعتشام تک اگر دوتوں کا مجمع ہوتا تو ہر شہید کی آخری آواز اس سلسلے سے سامعہ امامؑ تک پہنچ جاتا تعجب نہ تھا مظلوم کو بلا اپنے نامہروں کی ہدایت کو سنتے تھے؟ اس سوال کے جواب میں مولفہ کے خیال ناقص میں دو صورتیں ہو سکتی ہیں یا حبسیت کے اس آخری جذبہ کو حمید و فیرہ ایسے واقعہ نگاروں نے بیان کیا یا ہوا کو حضرت سلیمانؑ کی طرح خدا نے سہرا کیا تھا وہ مجروحین کی ان کا قیمتی ہوائی آواز کو پہنچاتی تھی اور امامؑ درس مساوات دیتے ہوئے بلا استشاد ہر شہید کے یا لہجہ پر پہنچے تھے۔

آخری دیدار۔ ابھی امامؑ تنہا نہیں ہوئے تھے کہ اصحاب اور نکل اقربا موجود ہیں۔ حبیب بن مظاہرؓ سے نہ رہا گیا وہ بھی مظلومؑ کے ساتھ ساتھ چلے آئے۔ کو بنی عقابؓ کی طرح جلد جلد چلے مسلمؑ کو خاک و خون میں آغشته دیکھ کر فرمایا رحمت اللہ یا مسلمؑ فزت بالشہادت و اذیت ما کان علیک۔ اے مسلمؑ خدا تم پر اپنی رحمت کا طم نازل کرے۔ تم شہادت کے

لے فخرن البکاء و روضۃ الشہداء، بیچ الاحزان لے فخرن البکاء و روضۃ الشہداء
ابھارا البین لے بیچ الاحزان لے ناسخ لے بیچ الاحزان

دور پر کامیاب ہوئے اور تم نے اپنے فرائض کو ادا کیا۔ مسلمؑ نے کامیابی کا خردہ سن کر آنکھ کھولی۔ اور چہرہٴ امانت دیکھ کر مسکرائے۔

مرنے والے کے بالین پر تلاوت قرآنِ منتخب ہے شہدائے راہِ خدا جی! مواقع میں اس آئینے سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں مگر قدر شناس امامؑ نے صرف ایک آیت مناسب حال پڑھی فخر من قضي نجبه و منعه من قیظ و ما بدلو التبدیل۔

امامؑ کا یہ فرمانا ان کے دستارِ فضل و شرف کی کلفتی تھا حبیبؑ نے جو آخری گفتگو کی وہ مسلمؑ کی مزید عزت و وقار کی آئینہ دار ہے۔

حبیبؑ: اے مسلمؑ تمہاری موت میرے لئے بڑی جانکاپے اچھا تم کو بہشت کی بشارت ہو۔

مسلمؑ: راہِ انتہائی ضعف اور انحلال میں (خدا تم کو بھی بہشت نصیب کرے۔

حبیبؑ: اے مسلمؑ اگر اس وقت میں تمہارے پیچھے پیچھے نہ آتا ہوتا (یعنی زندہ رہتا) تو کہتا کہ جو وصیت کرنا ہو وہ تجھ سے کہہ دو میں اسے پورا کروں گا۔

مسلمؑ: امامؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) بس میری وصیت

ان امامؑ کی نصرت و مدد کرنا ہے، ان پر جانِ فدا کرنا۔
حبیبؑ: میں فرور راہی نصرت سے تمہاری آنکھیں روشن کروں گا۔
مسلمؑ نے امام حسینؑ کی طرف آخری نظر کی اور عرض کی کہ اے

سیدِ روفۃ الشہداء علیہ السلام علی مرعک یا مسلم البشر یا محمد بن عبد اللہ

فرزند رسول آپ میں رخصت ہوتا ہوں اور آپ کے جد و پدر کو آپ کے پہنچنے کی بشارت دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر شہید راہ خدا کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اور مدت کے بعد اہل راحۃ و آرام نصیب ہوا۔ امام اپنے جان نثار کو کھوکھو کی طرح چلے۔

لشکر کا دوست دشمن پر اثر: مسلم بن عوفؓ کے جاں بحق تسلیم ہونے کی خبر پھیلی اور ان کی بی بی نے قتل میں آکر اے میرے سردار اے عوفؓ کے بیٹے کہہ کر لاش پر پہنچے شروع کر دی۔ بیوہ کی گریہ و زاری سے بچائے اس کے کہ ہمارے شہید سے واسے کو کچھ بھر دی ہوئی فوج شام میں خوشی منائی گئی۔ اس وقت شہادت ابن ربیع کو جو شام ہی کے لشکر کا سپاہی تھا اس باطل نوازی پر غصہ آ گیا اور کہا دلے ہو نہم پر تمہاری مائیں تم کو رو دیں تم اپنے ہاتھوں سے اپنے نہیں قتل کرتے ہو اوروں کی نگاہ میں ذلیل ہوتے ہو۔ مسلم بن عوفؓ سے (دیندار) کے قتل پر خوش ہو بخدا میں نے خود خدمت اسلام میں اس شخص کے کارنامے دیکھے ہیں اور آذر با بجان کی جنگ (۲۵ھ) میں میرا حشیم دیر و افعہ ہے کہ ابھی مسلمانوں کے لشکر کی پوری صف بندی بھی نہ ہونے پائی تھی کہ اس بہادر نے چھ آدمی فوج مشرکین کے قتل کر دیے ایسا آدمی تمہارے ہاتھ سے مارا جائے اور تم خوش ہو۔

فوج بزرگ کی سربریٹ: عدد زندگی کا یہ ادنیٰ کمر تھکا کہ وہ اسلام کو اپنے ہاتھ سے مٹانے لگا اور زبان پر ہمارے بیکر تھی، خزانہ شام کے سیم و زر کی طرح انسان کو حیوان بنا دیا تھا۔ اور مذہب کو رخصت کر دیا تھا۔

۳۵۔ تاریخ التواریخ ۲۶۵ھ۔ تاریخ التواریخ جلد ششم ۶۰ گفتگو تاریخ طبری، جلاء العیون ابصار العین وغیرہ میں موجود ہے۔

شہادۂ مسلم بن عوسجہ پر لک الشعراء کا منظوم نمبر

تیرا والدولہ بدرالملک منشی سید مظفر علی خاں بہادر جنگِ المتخلص یہ
 امیر المومنینؑ نے اپنے منظوم میں حسب ذیل فاضلانہ بحث فرمائی ہے۔
 اذان لیں مکہ ابن عوسجہ رح کرد یہ افواج مخالفت قصد نادر و
 بزمِ دطاقت و تقویٰ سراقراز یہ اصحاب پیغمبرؐ بود محنت از
 بعلم و فضل مشہور زسانہ بزرگ قوم در رفعت لیکن نہ
 امام دین ترا فراط الفت او بسے مغموم شد در فرقت او
 بصبرائے سعادت چون قلم زد ز تو صیفت شعر منظوم دم زد
 گروہے راسوے دوزخ رواں کرد قتال سخت آن شیر تریاں کرد
 ز قرب تیغ زور دست و بازو فلک آوازہ جرات بہر سو
 چنان از برق تیغ آتش فشاں شد کہ میدان پر زلال کشنگان شد
 چنان مغرور فوج اہل شر شد کہ تیغ او بر لے او سپر شد
 بہ شکر بانگ ابن سعوہ برزد ہزاراں طعنہ بر سرے جنگ زد
 کہ از تنہا ہزاراں می گریزند ز تیرے تیرہ داواں می گریزند
 ہجوم آورد فوج او دوبارہ تلش شد از جراحت پارہ پارہ
 بخاک افتاد آن بمل تپان شد زہرِ رگ خونِ جسم او رواں شد
 شہر دین با حبیب ابن مظاہرچ بیالینش رسید افسردہ خاطر
 جو ابر رحمت رب اشک بارید مہ تاباں جو کعب اشک بارید
 بقرمود آفریں اے نیک انجام تر رحمت کند داوود سلام

شہادت یافتی اے خاص داور
 نوادل ادکرمی آیتسم ماہم
 کجا باشد بدنیا پائی مبارکی
 حبیب ابن مظاہر کمر و گفتار
 باین زخم و باین خاک و باین خون
 مگر یابی جزائے جانفشانی
 منم ہم پیرو تو اے مسافر
 چو گویم با تو نہ کام تباهی
 کشید از سینہ مسلم آہ حسرت
 کہ دست از دامن شتر برداری
 بگفت این حرف و شد و خلد جان باز
 کینز او ردل شیون بر آورد
 کہ اے آقائے من مقتول گشتی
 شنید آواز او بن سعد خندید
 بر آوردند غداران مقہور
 در آن مجلس کشیت ادا شقیابود
 بگفت اے ولے بے ثمران غافل
 بزرگ قوم خالص در گمہ حق
 براہ دین و ایمان کار ہا کرد
 بود کافر بدل شک ہر کہ آورد
 ادا کردی حق آل پیمبر
 بجنبت شو کہ می آیتسم ماہم
 جہان رہر دورا ہی سنت جاری
 کہ بر من دیدن تو هست دشوار
 باین حال و باین رنگ و گرگون
 کہ دائم در فضلے خلد مانی
 سفر در پیش دیر سر برگ حافر
 و حیت کن موانع کہ خواہی
 بگفت اکنون ہمیں سازم وصیت
 بیلے او نمائی جان نشاری
 ز تن روح شریفیش کرد پرواز
 بلب از نالہ شور محشر آورد
 بہ تیغ ظلم از دنیا گذاشتی
 شگفتہ مثل گل آں خار گردید
 فروختے از کمال شادی و سود
 لعین ہر چند از اہل دنیا بود
 بر مرگ پیجو صاحب رتبہ خوش دل
 گرفت از ذات ادا سلام رونق
 جہاد و جہد در راہ خدا کرد
 چہ حق ہا بر مسلمانان ندارد

بحال این مجاہد خندہا حیف

بروز حشر باشد حالکم کیف

۲۴۱، اگر بلا نامہ منظوم طبع نو لکھنؤ ۱۸۸۸ عیسوی

یتیم مسلم کی جنگ :۔ قبل اس کے کہ ہم اس بے پردگی سرفروشی پر
مفصل بحث کریں افسوس کے ساتھ لکھنے پر مجبور ہیں کہ مولف شہید انسانیت
نے اپنی مایہ ناز کتاب میں اس شہید کے وجود سے انکار کیا ہے ان کی رائے ہے کہ
چونکہ اس کا ماحول تاریخی روضۃ الاحیاء ہے جس سے صاحب نام نسخہ التواریخ نے
اس واقعہ کو نقل کیا ہے حقیقت میں یہ یوں واقعہ جنادہ بن کعب خزرجی کے
فرزند عمر بن جنادہ کا ہے ایسے دھوکے اور باب قاتل کو بہت ہوئے ہیں۔
تاریخی جستجو ان کا پردہ چاک کر دیتی ہے (شہدائے کربلا جلد اول ص ۱۶)
ہم یہ تو مان سکتے ہیں کہ فرزند مسلم بچہ نہ تھا جو ان تھا مگر یہ تسلیم کرنے کیلئے
کسی طرح تیار نہیں کہ واقعہ کربلا میں وہ نہ تھا اس انکار سے مسلم بن عوسج
کے کوہ سے مع عیال روانہ ہونے کی اہمیت اور ان کی قربانی کا وزن میزان
کے بے نام و نشان ہونے کی خصوصیت ختم ہوئی جاتی ہے اور اس اجتہاد کو
تاریخی جستجو اس وقت سمجھا جاتا جب فرزند مسلم کی شہادت لکھنے میں
میں مولف روضۃ الاحیاء یعنی حافظ عطاء اللہ بن فضل اللہ المعروف
بہ جمال الدین محدث شیرازی دسویں صدی ہجری کے صاحبان قلم میں ہیں

۱۔ کتاب الصلوٰۃ بحث انتظار امام میں عبد الرحمن بن عوسج سے روایت اور
تحقیق نے ان کو تلقہ قرار دیا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ مسلم بن عوسج کے بھائی ہوں
سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ جلد ۸ طبع کراچی

اور فرزند مسلم کی قربانی کے مصادر و مآخذ الاحیاء سے پہلے بھی پائے جاتے ہیں، لہذا واقعہ سے انکار تاریخی جستجو نہیں ہے بلکہ مسامحہ ہے بقول فولاد نامہ وہ قدیم صحیفہ ہے جس کی تدوین نویں صدی ہجری سے پہلے ہوئی ہے اس کتاب میں بنییم مسلم کی شہادت موجود ہے۔ علاوہ اس کے عہد جناب غفران مآب اعلیٰ اللہ منقام سے ہمارے اسلاف کا مجرور یہ ہے وہ یہی ہے کہ جب تک اصولی مذہب سے تضاد نہ ہو واقعات کربلا کو اجتہادی حذف و اسقاط سے بچاؤ عبادات میں زبانی اور تحریریاً ہم کو اس لائحہ عمل کی وصیت کی گئی تھی اور عنبر کمر العلوم مولانا علقم صاحب قیاد طاب نراہ میں اس مسلک کا بار بار اعلان بھی ہوا اور یہ وہ راہِ صواب تھی جس کو اکابر ملت نے فرما کر "مکتبہ بلخ" کی روشنی میں اختیار کیا ہے لہذا کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ بڑے بزرگان دین کے خلاف کوئی جدید راہ اختیار کروں خصوصاً اس وقت جبکہ تاریخی لحاظ سے بھی اس رائے میں قوت نظر آتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ فرزند مسلم بن عو سجر اور تقیم بن حادہ بن کعب کے ملتے جلتے حالات سے مولف شہدائے کربلا کو جو اشتباہ پیدا ہوا ہے وہ یوں دور ہو سکتا ہے کہ ہر دو ایقام میں ایک کو بچاؤ اور دوسرے کو نوجوان سمجھ لیا جائے اور یہی فرق درمیان میں کافی ہے۔ سپہر کشانی اس مجاہد کے حال میں لکھتے ہیں در کتاب روضۃ الاحیاء مطبوعہ است کہ مسلم را پسری جوان بود چوں پدر را کشته دید ما عند شیرے شرفہ بردید۔

سے اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں معصوم نے فرمایا من بلغہ ثواب علی عمل ففعلہ الناس ذالک الثواب ادیتہ وان لیکن کما بلغہ۔

حسین علیہ السلام اور از آہنگ خویش باز داشت و فرمود اے جوان پدرت
 شہید شد و اگر تو نیز کشتہ نشوی مادرت دریں بیابان قفہ در میان کدام کس
 کہ نزد پسر مسلم خواست طریقی مرا حجت سپارد و مادرش شتاب زده بروئے
 گرفت و گفت اے فرزند سلامت نفس را بر نہرت پسر پیغمبر اختیار می کنی
 ہرگز از تو رخصتا نخواہم شد پسر مسلم غنا بر نداشت و حملہ کران افگند و مادر از
 قضایش فریاد بھی کر د کہ اے پسر شاد با شکی کہ ہم اکنون از دست ساقی
 کو تیرا بر خواہی شد و او مردانہ بھی کو شید تا پس از قتل سی تن از مشرکان
 ثمرت شہادت نوشید و گویاں ہر او را بریدہ بسوئے مادرش افگند و مادر
 سر را برداشت و بوسید و چنان بگریست کہ ہر گاہ بگریستند زانسخ التوارخ
 جلد ۶ ص ۲۶۶ چاپ بمبئی)

ترجمہ: پسر مسلم نے ایک جوان فرزند تھا اس نے جب باپ کو قتل ہوتے دیکھا
 تو خیر کی طرح بھپٹ کر میدان کا رخ کیا، اس نے چاہا کہ اس کو دلی ارادے سے
 روک دیں اور فرمایا اے جوان تیرا باپ شہید ہوا اگر تو بھی قتل ہو گیا تو اس
 جنگل میں تیری ماں کیا کرے گی۔ پسر مسلم نے چاہا کہ ہلٹ جائے۔ ماں نے دوڑ
 کر راہ میں ٹوکا اور کہا اے بیٹا اگر فرزند پیغمبر کی نصرت سے جان بچائی تو
 میں تجھ سے ہرگز راضی نہ ہوں گی۔ پسر مسلم نے باگ اٹھا کر میدان کی راہ لی اور
 دشمنی پر حملہ کیا۔ حالت یہ تھی کہ بیٹا لڑ رہا تھا اور پیچھے پیچھے یہ کہہ کر ماں دل
 بڑھا رہی تھی کہ اے فرزند خوش ہو کہ عنقریب ساقی کو تو خمر کے ہاتھ سے سیراب
 ہوگا۔ ماں کی رضا کا احساس کر کے وہ اور زیادہ جوش سے حملہ کرتا تھا یہاں
 تک کہ وہ دشمنوں کو قتل کر کے خود کام آگیا اور کوفیوں نے سر کاٹ کر ان کی طرف
 پھینکا اور ضعیف ماں نے کٹا ہوا سر اٹھا کر بوسہ لیا اور اس درد سے روتی

کر دیکھنے والے رو دیے

پھر کاشانی کا یہ بیان تو روفتہ الصفا سے ماخوذ ہے اب رہا اس سے پہلے کا ثبوت وہ درج ذیل ہے۔ اگرچہ ہر دو عبارت میں تغیر ہے لیکن اس کا درج کرنا بھی خالی از غائدہ نہیں حسین ابن علی راعظہ کا قتل بھی سبزواری المتوفی ۸۱۱ھ بمصری رقمطراز ہیں۔ نور الائمہ آورده کہ پسر مسلم بن عوسجہ بعد از قتل پدر گمہ کنان روئے میدان آورد کہ نشا پزاده حسین فرمود اے جوان باز گرد کہ پدرت کشته خدا کو تو ہم قتل رکھا مادت ضائع مانده پسر خواست کہ برگردد و مادرت فریاد کنان گفت اے پسر اگر ازین حرب سرگردی شیرے کہ از لپتان من خوردہ ترا حلال نہ گردانم و ہرگز از تو خوشنود نشوم پسر روئے بمجرکہ آورد مادرش از عقب در رسید و اورا بر جان قدا کردن دل میداد دمی گفت اے جان مادرا از تشنگی نہ ترسی کہ ہمیں ساعت از دست ساقی کو ترسیراب خواہی شد جوان مردانہ وار بحرب در آمد ہشت تن را بے سر ساخت آخر از پلے در افتاد سرش بریدہ پیش مادرش انداختند اک دل سوخته سر پسر برداشتہ آفرین گویاں دومی نگر لیست و زاری می کرد و ہر کہ ال حال مشاہدہ می نمود زار زاری کر لیست۔

روفتہ الاحباب کی عبارت اور نور الائمہ کے اقتباس میں تھوڑا ہی فرق ہے مثلاً یتیم مسلم جب میدان پہنچا تو آبدیدہ تھا۔ باپ کے مرنے کا اولاد پر بھی اثر ہو سکتا ہے کہ وہ افسکار ہو۔ بیوہ مسلم نے امام کو مانع دیکھ کر یہ کہا کہ اگر اس نے جان قربان نہ کی تو میں دودھ نہ بخشوں گی مائیں جوان بخت و جوان سال کے ہاتھ سے شخص قتل ہوئے اس اختلاف سے واضح ہوتا ہے کہ جمال الدین خیراز کی کا ماخذ روفتہ الشہداء نہیں ہے۔

(نوٹ) ملاحسین یزدی علیہ الرحمہ نے بھی فرزند مسلم کا حال فوراً لکھنے سے نقل کیا ہے، ان کی تحریر میں یہ اضافہ ہے کہ اس کا سن بارہ سال کا تھا اور امام کے روکنے پر اس نے جوش جنگ میں جواب دیا تھا۔ ان امی قدا للبتنی لیا میں الحرب و قلدتني بالسيف ۶۵ الفار الشہادۃ میری ماں نے مجھے لڑائی کی پوشاک پہنا کر اور تلوار حاصل کر کے بھیجا ہے۔

بیوہ عورت کا جذبہ محبت :- مسلم بن عوفؓ کے وقت قتل تک تو فوج دشمن کا یہ حال تھا کہ بیوہ کے پین پر مظاہرہ کرتے ہوئے لیکن جب بیوہ کی لاش پر ماں کی حیثیت سے پین کے تو دشمن رو دیئے۔ یہ گریہ غالباً خثیت بن ربیع کے اشتباہ کی وجہ سے تھا۔ آخر کہاں تک حق پرست ہوتا ہے۔ صداقت کبھی سامنے آئے ہی گئی۔ اور دشمن سنگ دل سہی مگر منظر مہیت کا آخر ہو کر رہے گا درحقیقت بیوہ مسلم کی یہ قربانی بہت زیادہ عظمت رکھتی ہے۔ جو وقت ایک بیوہ کے لئے رونے کا تھا وہ اس مومنہ نے اپنے فرزند کو آلات حرب سے آراستہ کرنے میں صرف کیا اور جب اس کے خزانے میں اولاد کی دولت بھی نہ رہی اس وقت اپنے فرزند کو آدھا بھی۔ انصار کی عورتوں کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کی اسی قید خانہ شام تک باقی رہی یا ابن زیاد کا حکم حاصل کرنے پر ان کو رہا کر دیا گیا۔ راہ شام کے حال میں صرف ایک نص، "ہذا قتل کا ہونا"، ہمارے سامنے ہے جس سے شبہ ہوتا ہے کہ اسی میں پورا قافلہ ساتھ تھا۔ حرم رسولؐ کی یہ تعداد نہیں کہ ہذا قتل پر سوار ہوں ایک ناصیہ پر کسی کمی کوتاہی سوا رہتی ہیں۔ اور مقتولانہ وفا بھی یہ ہے کہ مقتولین میں یہمانہ گان مکمل ساتھ دیں۔ واقعات کا فقدان ہے اور ہمیں کہا جاسکتا کہ بیوہ مسلم کی شہادت ہونے کے بعد کونو کونو ہوئی لیکن عقل کا فیصلہ ہے کہ جس کے سرے شوہر کا سایہ اٹھ جائے اور جو

اولاد کو بھی قریبان کر دے وہ بے نام و نشان ہو کر اپنی عمر گھاٹ سکتی ہے۔
عمر مسلم میں عمری بنامہ کا مرتبہ :- کمیت دربار صادق کے مرتبہ
 کو تھے اور امام جعفر صادق اور امام محمد باقر نے ان کے اشعار پر اصلاح دی تھی
 انھوں نے شہدائے کربلا کے مرتبہ میں مسلم بن عوسجہ کا تذکرہ کمیت کے ساتھ
 ان لفظوں میں کیا ہے :-

وان ابا محمد قاتل محمد یعنی ابو محمد مسلم بن عوسجہ بھی مقتول
 تھے جو زمین کو بلا پر غلطان پڑے تھے۔

نصرت امام کا بہترین پیمانہ :- انصار کی سرفروشی اور ان کے
 محسن عمل کی جزا عقل سے پہلے ہی ان حضرات کے سامنے آچکی تھی اور جب
 حسینؑ سرورِ جوانانِ جنت نے اس پر خلوص جمع کر اپنے اعجاز سے نمازِ ظہر
 کے بعد نظروں سے بہشت دکھا بھی دیا تھا یہ سوال باقی نہیں رہتا کہ انصار
 امام کے بہشت میں کیا حقوق تھے لیکن جب حبیب بن مظاہرؑ ایسے فقیہ کا امام
 وقت کے سامنے مسلم کو بشارت بہشت دینا ثابت کر لے کہ ان کی منزل اصحاب
 رسولؐ سے بلند تھی پیغمبرؐ خدا جب اپنے صحابی خاص عثمان بن مظعونؓ کے جنازے
 سے گزر رہے تھے تو ایک عورت نے پکار کر کہا اے ابو صاحب بہشت مبارک
 ہو، پیغمبرؐ نے فرمایا کہ یونکر معلوم ہوا وہ اہل بہشت ہیں۔ تجھے چاہیے کہ صرف
 اتنا کہے کہ وہ خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتے ہیں (حیات القلوب جلد دوم
 باب پنجم و ششم ص ۶) (نو مکتور)

عثمان بن مظعونؓ یقیناً اہل بہشت سے مگر ان کے بالین پر ان کے بہشتی
 کچنے کی اجازت رسولؐ کی طرف سے نہ تھی صرف اس لئے کہ عوام صحابیت کو نتیجہ بہشت
 نہ سمجھ لیں اور فرزند رسولؐ حبیب بن مظاہرؑ کی زبانی مسلم کو بشارت جنت پر

رافی رہتے ہیں یہ مسلم بھی وہ صفت ہے جو صحابی رسولؐ میں نہیں تھی
مسلمؐ کی مرنے کے بعد پیاہمیری مرنے کے بعد انسان کس عالم میں
ہوتا ہے۔ اس کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خطبہ برزخینے واضح کیا
ہے۔ ہمیں ایجنٹوں ہیں لیکن ایک دوسرے سے کچھ بھی محبت نہ رہی اور آپس
میں دوست تو ہیں مگر کسی کی ملاقات کو جانا نہیں سکتے۔ محبت کا رشتہ بوسیدہ
ہو کر ٹوٹنے کے قریب ہے اور سب سب دوستی اور بھائی چارے کے
کٹ گئے۔

میت مجبور ہے لیکن شہداء راہِ خدا اب بھی آزاد ہیں اور سرکار
حسینی میں وعدہ کئے ہیں کہ میں آپ کے بہشت میں پہنچنے کی اطلاع رسول خداؐ
کو کرتا ہوں۔ یہ جھوٹ سردارِ زمان عالمِ جناب معصومہ صلوات اللہ وسلامہ
اللہ علیہا میں تھی کہ انہوں نے بعد وفات ان ظالموں کی رسولؐ سے شکایت کا
وعدہ کیا جو امت کے ہاتھ سے پہنچے تھے۔ جیسا کہ حضرت امیرؑ کے اس کلام میں
جو وقت دفنِ جنابِ فاطمہؑ پیغمبرؐ سے خطاب کر کے فرمایا تھا "آپ کی امانت
حاضر ہے اور وہ یادگار آپ کی عنقریب آپ کو امت کے مظالم سے خبر
دے گی۔"

عمر شریف :- گذشتہ صفحات میں کئی جگہ مسلم بن عسکرمی کے سن و
سال کا تذکرہ ہو چکا ہے اور ہم دیانت کے ساتھ اہل تحقیق کے اقوال درج

علیہ جبران لایتا فنون و احیاء لایتنز او و نہ بلیت بلینہم عسری التعارف
والنقطت منہم اسباب الاخوان علی المقداسترجعت الودیعہ واخوت الزینہ
وسنبلک استک تحضافیر امتاع علی ہضما "نہج البلاغہ"

کرتے رہے حتیٰ کہ عنان سخن یہاں تک پہنچی اور اب واقعات پر گہری نظر میں ڈالنے
 کے بعد یہی واضح ہوتا ہے کہ وہ مرد پیر پختے اور مولف آئینہ تصوف کی تحریر اور
 سلسلہ بھیری کی ولادت قابلِ نظر ہے۔ اس سلسلہ بھیری کو صحیح سمجھا جائے تو وہ
 حضرت سید الشہداء عیسیٰ بن مریم کا بھرتے ہیں اور جناب امیر المومنین علیہ السلام
 کا ان کو بھائی کہنا محاورہ عرب کے خلاف ہو گا جو بیٹے سے بھی کم سن ہو اس کو
 باپ اپنا بھائی نہیں کہے گا بلکہ "بیٹا" سمجھے گا۔ واللہ العلیم بحقیقۃ الحال۔
 امام عسکری زبان سے مسلم بن عوسجہ کی یاد و زیارت ہفتہ دو دو تین
 رحیم کو علما رشید بلا اختلاف ہر عہد میں نقل کرتے چلے آئے ہیں (پہلے
 السلام علی مسلم بن عوسجہ الاسدی القاضی للحسین وقد اذ فلدی
 اذ الاعداء المحن بعلی عنک یم یجتذر عند اللہ من اداء حقتک لا واللہ
 حتیٰ اکونی مسلودہم دمی ہذا وافرہم لیسفی ما ثبت قائمہ فی یدری ولا
 افارقک ولولہ لکن معی سلاح اقا علیہم السلام بقدر نعمہ بالمجادۃ ولہم افارقک
 حتیٰ اموت ملک وکت اول من فتری لفسد واول تنھیر من شھداء
 اللہ وقضیٰ نخبہ فموت وارب الکعبہ تسکرا للہ استقدامک ومواساتک
 امامک ازہشی الیک وانت صریح فقال یرحمک یا مسلم بن عوسجہ
 وتبرء منھم من قضیٰ نخبہ ومنھم من یلقظرو ما یولوا بتولیا لعن اللہ
 المشرکین فی قتلک عبد اللہ الضبابی و عبد اللہ بن خنکارۃ الجبلی مسلم
 بن عبد اللہ الضبابی۔ تاریخ التواریخ ص ۱۳۱۔ سلام ہو مسلم بن عوسجہ اسدی پر
 جنھوں نے خدمت حسینؑ میں جبکہ ان حضرت نے ساتھ چھوڑ دینے کے لئے کہا تھا
 "عرض کیا ہم آپ کو چھوڑ دیں تو پلین خدا کیا جواب دیں گے اور آپ کے حق کی
 ادائیگی کیونکر ہوگی ہمیں یہی قسم بخدا میں اپنے اس نیرے کو ان کے سینے میں

تو وہ دل کا اور اپنی تلوار سے اس وقت تک معرکہ کرتا رہوں گا جب تک قبضہ
 شمشیر میرے ہاتھ میں ہے اور آپ سے جدا نہ ہوں گا اور اگر میرے جسم پر تھکاوٹ
 نہ رہے گی جن کی مدد سے جنگ کروں تو ان دشمنوں پر تھکر پھینکوں گا اور مرتے
 مرتے آپ کو نہ پھوڑوں گا اور ساتھ ہی آپ کے دم نکلے گا آپ سب سے پہلے
 شہید تھے شہداء راہِ خدا میں جس نے اپنی جان تبار کی خطائے کبیر کی قسم آپ
 کا میاب ہوئے خداوندِ عالم آپ کے اقدام اور مواسات کی ناکرت ہے آپ کا امام
 جب آپ کی دفعی کی طرف چلا اور آپ زمین پر پڑے تھے پس فرمایا اے
 مسلم بن عوسجہ خدا آپ پر رحمت نازل کرے اور اس آیت کی تلاوت ان میں
 ایک وہ ہے جو زندگی کے دن پوسے کر چکا اور ایک وہ ہے جو موت کے انتظار
 میں مصروف ہے اور انہوں نے اپنے عزائم نہیں بدلتے۔ خدا لعنت کرے ان
 لوگوں عبداللہ فسابی اور عبداللہ بن حنظلہ علی اور مسلم بن عبداللہ فسابی (پر جو
 آپ کے قتل کرنے میں شریک تھے۔

حضرت علی اکبر اور مسلم بن عوسجہ کی مشترکہ صفت یہ وہی زیارت ہے جس میں
 شہداء نبی ہاشم کے سلسلے میں حضرت علی اکبر کو پہلا شہید کہا گیا اور معاصرین کو
 اشتباہ ہوا ہے کہ علی اکبر سب سے پہلے شہید ہوئے۔ ہم نہ حضرت علی اکبرؑ کو
 اولیت کے فائل ہیں اور نہ مسلم بن عوسجہؑ کو اصحاب میں پہلا شہید مانتے ہیں اور
 نہ اس کے باندہ ہیں کہ جو سلسلہ زیارت میں منقول ہے وہی سلسلہ شہداء ہے اگر
 ایسا ہوتا تو اس زیارت میں سب کے آخر میں عمرو بن عبداللہ جندعی کا نام نہ ہوتا ایضا
 کی آخری فرد جس کے بعد نبی ہاشم کی شہادتیں شروع ہوتی ہیں۔ عمرو بن عبداللہؑ
 نہ تھے۔ کوئی ایک قتل بھی اس کی تائید نہیں کرتا۔ لہذا زیارت ناحیہ کی فہرست کو
 سلسلے واضح نہیں ہے حضرت علی اکبر اور مسلم بن عوسجہ کو زیارت نے جو

اولیت کا امتیاز دیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ شہزادہ علی اکبر اپنے عنوان شہادت و مرکز معائب ہونے کے لحاظ سے پہلے شخص ہیں جو اس بے دردی سے قتل ہوئے

کیا مسلم بن عوسجہ سپاہ قتیل کے پہلے شہید ہیں

اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام شہید اربنی ہاشم وغیرہ بنی ہاشم میں صرف حضرت علی اکبر کا جسم ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا تھا اور جو خصوصیت ان کے لئے قاتل میں وارد ہے وہ کسی شہید کے لئے نہیں ہے لہذا ہو سکتا ہے کہ ان کے عنوان قتل نے کیلوا یا السلام علیہ یا اول قتیل من نسل ابواہیم الخلیل اور مسلم بن عوسجہ کو ممکن ہے پہلا قتیل اس لئے کہا گیا ہو کہ واقعہ کربلا میں مسلم پہلے شخص ہیں جن سے فخر کا ثبات حضرت علی بن ابی طالب نے اپنے عہد میں اخوت کی تھی شہزادہ علی اکبر عنوان قتل میں سابق اور مسلم بن عوسجہ خصوصیات ذاتی میں سابق نہ کہ بنی ہاشم میں علی اکبر کے پہلے کوئی شہید نہیں ہوا اور مسلم سے قبل رفقا میں کوئی کام نہ آیا ہو۔ امن تاویل کے شاید فریقین کے وہ روایات ہیں جس میں جناب امیر المومنین علیہ السلام کو پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا انت اول من امن بی۔ تم پہلے شیعہ ہو جو مجھ پر ایمان لائے اس اولیت نے جناب خدیجہ الکبریٰؓ کی سابقہ کو ختم نہیں کر دیا بلکہ حضرت علیؓ کی اولیت خدیجہؓ کے بعد بقیہ رجال میں ہے اور خدیجہؓ کی اولیت اپنی جگہ صحیح ہے۔

تعلیمات :- سیرت مسلم بن عوسجہ کے تعلیمات قابل ملاحظہ ہیں (۱) حفظ قرآن میں سعی کرنا ایک مسلمان کا عمدہ ترین مقصد ہونا چاہیے اور وہ کلام خدا یاد کر کے خدمہ دار استخفاف اہل علم کو سنا بھی دے (۲) تمام اہل ایمان آلیس

لہ فقط عودہ با سبا فہم اربا اربا

میں بھائی بھائی ہی اور عمومی رشتہ کو صیغہٴ توحید پر رکھ کر باضابطہ کر دینا بھی ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے (۳) انسان میں قوتِ عمل ایسی ہونا چاہیے کہ بڑھاپے کا عذر نہ کیا اور ضعفِ پیری میں نصرت کی مسلم حسینؑ کے بھائی تھے صحابی رسولؐ انسانی اور دین اترقم کی طرح نہ تھے۔ جو سہو و نسیان اور ضعفِ پیری کا حدیثِ غدیر کی شہادت میں عذر کرتے (۴) ان کی تدبیر منزل میں قدر جمیل تھی کہ زوج کو لیے ہوئے آئے اور اس کے ارادوں میں سدا رہا نہ ہوئے۔ (۵) امتحان میں عیالدار ہونے کے بعد سختی بڑھ جاتی ہے اور عورتوں کو سفر میں ساتھ رکھنے سے نہ ڈرے (۶) آذربائجان کی جنگی مدد میں اپنی نصرت سے نام و نمود نہ چاہا اور اسلام کو اس طرح مدد پہنچائی جیسی وقت پڑنے پر حضرت امیرِ حکام جوہر کو علمی مدد پہنچاتے تھے (۷) حاکم جوہر کے معزول کرنے پر صبر کیا اور شکایت نہ کی (۸) ہو سکتا تھا کہ اولاد کے لئے وصیت کرتے مگر وصیت میں بھی نصرتِ امام کا جذبہٴ ناز نہ کیا (۹) عیال کو خدا پر چھوڑا اور اس کے مستقبل کے خیال میں نہیں الجھے (۱۰) مرتے وقت محبتِ حسینؑ کے سوا دل میں اولاد و عیال کی محبت بھی نہ تھی (۱۱) مسلم قادی قرآن تھے تو ان کا آخری قول و فعل قرآن پر عمل ہوا (۱۲) بغیر وصیت ان کی روح جسم سے جدا نہیں ہوئی اور شارعِ علیہ السلام کے آخری حکم کو بھی پورا کیا۔ وصیت میں مسلم کا عمل بالقرآن ہے۔ مرنے والے کے لئے وصیت اس کا آخری کام ہے جس کے بعد وہ دنیا چھوڑ دیتا ہے۔ احادیث میں وصیت کی تاکید ہے اور قرآن مجید نے سورہٴ عمر میں کامیاب انسانوں کا یہ معیار مقرر کیا ہے

”وَالْعَصْرَةَ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِۦٓ اَلْاَفْسَرُۃَ ۚ اَلَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ

لے ارجح المطالب از ابن مردودہ ص ۶۶ و ۶۷ بابک بحث غدیر

و تو انصواباً الحق و تواضعاً بالحق قسم ہے وقت عمر کی بیشک انسان خسارہ میں
ہیں مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے اور باہم حق کے ساتھ
وہیت کی اور صبر کے ساتھ بھی آپس میں وہیت کی مسلم بن عوسجہ کا نفرت حسین
کے لئے وہیت کرنا اس آیت کی بہترین تعمیل ہے وہ اگر اپنی اولاد کے لئے وہیت
کرتے تو توکل کے خلاف تھا۔ اس وہیت کی دوسری تائید آیہ قرآن نعا و لوا
علی البر و التقوی سے ہوتی ہے۔ جہاد بہترین نیکی اور پرہیزگاری ہے جس کی
مسلم وہیت کر رہے ہیں۔ اب حبیب بن مظاہر پر جہاد کا بار دو طرح پر تھا ہے
ایک نکرہ بلا کا جہاد واجب ہی تھا دوسرے وہیت قبول کرنے پر جو ب کا
تعلق ہوا۔ مجموعہ درام میں یہ حکایت لکھی ہے کہ ایک ناہر عالم اختفا میں
تھا لوگوں نے اس سے کہا الا تو صی بابتدئ و عیالک تم کچھ وہیت اپنے
بی بی بچوں کے لئے نہیں کرتے فقال انی لا استغنی عن اللہ ان اوصی الی غیرہ
اس ناہر نے جواب دیا کہ میں جیا کرنا ہوں۔ اس بات سے مجھے شرم آتی ہے
کہ سوائے خدا کے اور کسی سے اپنے فرزند و عیال کے بارے میں وہیت
کروں مسلم بن عوسجہ کی وہیت ان کے امام کے بارے میں تھی اور اس کو
ذانیات سے کوئی تعلق نہ تھا۔

مسلم بن عوسجہ شہید اربدر واحد کے قدر لقمہ حق ہے۔ گذشتہ بیان میں کہ
امام حسین نے مسلم کے سر پر پانچ کرا ایک قرآنی آیت با کمال حزن و اندوہ
تلاوت فرمائی وہ آیہ مبارک کر یہ ہے۔

من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ فمضوا من قضی
نحبہ و منهم من ینظر و ما یدلوا ینبذ یلا یا سورہ احزاب ۱۹
ایمانداروں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ خدا سے انہوں نے جو عہد کیا تھا اسے

بول کر دکھایا بعض وہ ہیں جو پناہ دقت پورا کر گئے اور ان میں بعض حکم خدا کے منتظر بیٹھے ہیں اور ان لوگوں نے اپنی بات ذرا بھی نہیں بدلی۔

مظاہر کربلا سے بہتر علوم قرآن کا ماہر کون ہو سکتا تھا۔ مدینہ معظمہ کی آغوش احباب دین نبوی سے جس کی تربیت ہوئی وہ اپنے اطمینان قلب کا مظاہرہ کر رہا ہے اور وہ آیت پڑھی جاتی ہے جس میں ہمدرد کلام حضرت حمزہؓ اور عبیدہؓ کا ذکر اور آخر میں حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ کا ذکر ہے اس آیت کریمہ کی تفسیر جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منبر کو فرمایا کہ آپ نے فرمایا یہ آیت میرے اور میرے چچا حمزہؓ اور میرے چچا زاد بھائی عبیدہؓ پر حارث خزندہ عبد المطلبؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ فاما عبیدہ نقضی خبہ شہید ایوم بدر و حمزہ نقضی خبہ شہید ایوم احد و اما انا فانا تنظیرا شفاہا یخفب هذا من هذه (رواح القرآن) ص ۳۱۔

عبیدہؓ جنگ بدر میں شہید ہوئے اور حمزہؓ احد کے دن شہید ہوئے اب رہا میں تو حقیقی ترین مردم کا انتظار کر رہا ہوں۔ جس کے ہاتھ سے یہ ریش سفید اس (مرکے تھکن) سے رنگ جلے گی۔

آیت سے حمزہؓ اور عبیدہؓ کی حرج ثابت ہوتی ہے کہ وہ نفرت اور سرخروشی کی منزل پر چل رہے تھے اور عدل ان سے اپنی راہ میں شہادت کا جو عہد لیا تھا اس کو سچ کر دکھایا اور پیغمبر خداؐ کے ساتھ جنگ میں ثابت قدم رہے۔ یہاں تک کہ موت کی نیند سو گئے۔ اور آخر میں شہادت کا انتظار کرنے والا ان سے مزنیہ میں بڑھا ہوا ہے۔

سے فصول چہمہ و صواعق محرقة

میدان شہداء رومی خدایہ کے اس عمل سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اپنے
اصحاب با وفا کو شہداء بدر و احد کے دوش بدوش سمجھتے تھے۔

باب المراتی

مرزا قلیچ علیہ الرحمہ المتوفی ۱۱۳۰ھ

اکاشی خیر و خشت کر بلا میں کام آئے ہیں زیارت میں امام عترت کے نام لائے ہیں
حبیب بن مظاہر مسلم بن یحییٰ بن جندب سعید و سعد و حجاج بن زید و ابی القاسم

میر انیس المتوفی ۱۲۹۱ھ

میدان میں مسلم پسر کو سمجھ آ یا تلوار جو کھینچی تو ہزاروں کو بھکایا
جس دم وہ گرافٹہ نے بڑا رنج اٹھایا جھاتی سے کئی مرتبہ زخمی کو دنگایا

لاٹھ سے کلے مل کے جدا ہوتے تھے قیدیر

غرات میں غل ہونا تھا جب روتے تھے شیر

میر موسیٰ المتوفی ۱۲۹۲ھ

مسعود کی وہ سج وہ بن عسب کی شان

آنکھیں لگی تھیں در سے کہ نکلے کا کشتان

مسعودی بالآیت حبیبی کتب فریقین میں ان آیات میں پائی جاتی ہیں جو نشان اہل
بیت میں ملال ہوئی ہیں ملاحظہ ہو (۱) العنابی ص ۳۶ (۲) ہوا عتق و قرع ص ۸۳ (۳) بیابیح
المودۃ ص ۴۸ (۴) تذکرہ خواص لایم سبط ابن جوزی (۵) مناقب الخطیب خوادزم
ص ۱۸۸ طبع عراق المتوفی ۵۶۸ھ (۶) مناقب المرتضیٰ شاہ علی حیدر قلندر کا کوڑی ص ۱۸
(۷) راجح المطالب ص ۵

عشقِ المثنوی ۱۳۰۳ھ

تھے ابنِ عوسجہ جو رفیقِ شہرِ ہذا
 بلے وہ آکے جوش میں روحِ کمالِ خدا
 معشوقِ بزرگِ ماس دشت کی گیا
 ڈرتے تھے بلائے مجھیں حتیٰ کی ہے ولا
 بتر ابھی سے ہو گئے جنت کے باغ میں
 ہے نکھتِ عروں شہادتِ دماغ میں

لعشق

شہرِ کھایکار کے لائقوں سے ایک بار
 آہ لے جیب بن مظاہر وفا تبکار
 لے ابنِ عوسجہ ہے ایک لایہ دلی فکار
 دہیہ بوشامرو سعد تجستہ کار

کچھ تو جواب دو خلفِ بو تراب کو
 کیوں اے ہلالِ تم ہے بھی چھوڑا رکاب کو

فراست زید پوری

تلمیذِ حضرت ابو ج مرحوم

یہ سلم ابنِ عوسجہ ایسے تھے با وقار
 علم و عمل پہ شریعتی کو تھا افتخار
 تھا عالمانِ مذہب اسلام میں شمار
 تعلیم سے علم کی بڑھاپہ اقتدار

نبھائی جنابِ فیروزِ خدا ان کو کہتے تھے
 اس خشتے سے حیثیٰ چا انکو کہنے تھے

عزیز کھنوی

یہ سن یہ بن عوسجہ کی ہمتِ عالی
 وہ دید بہ وہ نشان وہ آثارِ جلالی

سالک مسلک اورچ و دبیر جناب خیر القنوی

کیا مسلم ابن عوسجہؓ کی آن بان تھی تیور بتا رہے تھے کہ بہت جوان تھی
بھائی بنایا نفسی نبیؐ نے یہ شان تھی دل نحو تھی تھا صرف تلاوت زبان تھی

آل جناب خیر صادق کے ساتھ تھے

قرآن تھا حفظ مصحف ناطق کے ساتھ تھے

از مولوی سید ظفر حسین عرف وزن صاحب: ظفر القنوی

خیرہ جناب مفتی صاحب قبلہ

حافظ قرآن سلامت: مسلم ابن عوسجہؓ حامی دین نبیؐ شہدائے آل مصطفیٰؐ
انے ظفر حاصل تھے مسلم بن خیرہؓ کے متقی و عالم و عابد شہید نینوا

۷۰ اس کتاب میں آداب تلاوت قرآن کے سلسلے میں جن آیات کا تذکرہ ہوا
ہے اس کی طرف ممدوح نے توجہ دلائی ہے اجر ہم علی اللہ

ان کتابوں کی فہرست جو اس کتاب کا ماسخند ہیں۔

| نمبر | نام کتاب | فن | نام مولف | زبان | مذہب مولف | سن وفات مولف | سن طبع کتاب |
|------|---------------------|-------|---|-------|-----------|----------------|---------------|
| ۱ | انکبوت تصوف | تصوف | شاہ محمد حسن صابری چشتی | اردو | صوفی | - | ۱۳۱۱ھ |
| ۲ | البصار العین | مقتل | شیخ محمد طاہر سماوی | عربی | شیعہ | - | ۱۳۱۱ھ |
| ۳ | انوار الشہادت | وعظ | ملاحسن یزدی | فارسی | شیعہ | ۱۲۸۷ھ زندہ تھے | - |
| ۴ | تاریخ الامم والملوک | تاریخ | ابو جریہ طبری | فارسی | اہل سنت | ۱۳۱۰ھ | - |
| ۵ | تاریخ الکامل | تاریخ | ابو الحسن علی بن اثیر جزری | فارسی | اہل سنت | ۶۳۰ھ | - |
| ۶ | تقیع القتال | رجال | شیخ عبداللہ مغانی | عربی | شیعہ | - | طبع نکت ۱۳۵۲ھ |
| ۷ | حیاء العیون | تاریخ | علامہ محمد باقر مجلسی | فارسی | شیعہ | ۱۱۱۱ھ | - |
| ۸ | حیات القلوب جلد ۲ | تاریخ | علامہ محمد باقر مجلسی | فارسی | شیعہ | ۱۱۱۱ھ | - |
| ۹ | خصال | حدیث | ابن بابویہ قمی | عربی | شیعہ | ۱۳۸۱ھ | - |
| ۱۰ | روضۃ الشہداء | تاریخ | الماسین داعظہ کاشفی | فارسی | اہل سنت | ۹۱۰ھ | - |
| ۱۱ | ریاض السالکین | وعظ | علی صدر الدین مدنی | عربی | شیعہ | - | - |
| ۱۲ | روایح القرآن | کلام | مفتی سید محمد عباس شومستری | عربی | شیعہ | ۱۳۰۶ھ | - |
| ۱۳ | عیون اخبار رضا | حدیث | ابن بابویہ قمی | عربی | شیعہ | ۱۳۸۱ھ | - |
| ۱۴ | عز الحکم | ادب | عبدالواحد بن محمد بن عبد الواحد زیدی تہمی | عربی | شیعہ | - | بمبئی ۱۲۸۶ھ |
| ۱۵ | الفاروق | تاریخ | شبلی نعمانی | اردو | اہل سنت | ۱۳۳۳ھ | - |

| نمبر شمار | نام کتاب | فن | نام مولف | زبان | نثر و سبب مولف | سن وفات مولف | تدوین کتاب |
|-----------|-----------------------------|-------|----------------------------------|-------|-------------------|-----------------|--------------------|
| ۱۶ | فتوح بھنسا | تاریخ | شیخ محمد بن محمد معصومی | عربی | اہل سنت | — | مبہمی ۱۲۸۶ھ |
| ۱۷ | لہو ف | مقتل | علامہ سید علی بن طاووسؒ | عربی | شیعہ | ۶۶۴ھ | — |
| ۱۸ | مجمع البحرین | لغت | فخر الدین بن طریح نجفی | عربی | شیعہ | ۱۰۸۵ھ | — |
| ۱۹ | مخزن البکافی مہینہ شہداء | مقتل | حاج ملا صالح برغانی | فارسی | شیعہ | — | ۱۳۰۲ھ طبع ایران |
| ۲۰ | مفتاح الجنان | دعا | عباس بن محمد رضا قمی | فارسی | شیعہ | ۱۲۵۹ھ | — |
| ۲۱ | مقتل ابی مخنف | مقتل | لوط بن یحییٰ ازدی | عربی | — | ۱۵۷ھ | — |
| ۲۲ | مجموعہ ورام | وخط | ورام بن ابی فراس | عربی | شیعہ | حدود ۲۶۰ھ | — |
| ۲۳ | ناسخ التواریخ جلد ۶ | تاریخ | مراحمہ تفسیر کاشانی | فارسی | شیعہ | — | ۱۳۰۹ھ طبع بمبئی |
| ۲۴ | نہج البلاغہ | ادب | علامہ سید رضی علیہ الرحمۃ (جامع) | عربی | شیعہ | ۲۵۲ھ | — |
| ۲۵ | بحر المصائب | وعظ | مولوی املا علی کیرانوی | اردو | شیعہ | ۱۲۹۰ھ | — |
| ۲۶ | البلد الامین | دعا | شیخ ابراہیم محضی | عربی | شیعہ | ۹۵۰ھ | — |
| ۲۷ | کربلا نامہ | مثنوی | منشی اسیر مرحوم | فارسی | شیعہ | ۱۲۹۹ھ | — |

سیدیل سکیتہ
حیدر آباد لطیف آباد، پونٹ نمبر ۸-۷۱

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
يَا صَاحِبَ الْعَصْرِ وَالرَّحْمَنُ الْمَدَدُ

قسم خدا کی بڑانیک کام کرتے ہیں
غیر حسین کا جو اہتمام کرتے ہیں

نام کتاب

حسین حسین

مرتبه و مؤلف

محمد وصی خاں

شخصیتِ امام عالی مقام پر اجرتِ انگیز مملواتی
تحقیقی بے مثال۔ مضامین کا ایاب مجموعہ جس کو پہلی
بار اس کتاب میں بچا گیا کیا ہے، ہزاروں سال کی محنت
ہزاروں سال کا بچوڑا اور ہزاروں روپیہ کی کتابوں سے مل

کیا ہوا ہوا

رَحْمَتُ اللَّهِ بَكْ اِي جَنَسِي
بِالْمَقَابِلِ بَرِّ اَنَامِ بَارْكَاهُ اَنَحَا لَوْرَ اَكْرَاهِي ۷۴۰۰۰

فون 2431577

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

